جملہ حقوق محفوظ

میری جسارت

جس میں
قرآن کریم کے اردو ترجموں پر محققانہ تنقید کی گئی ہے

از
عبدالکریم تونسوی

ذخیرہ محمد [illegible]

سنہ ۱۹۵۰ء

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے
تعداد ۱۰۰۰
بار اول

135419

نذرِ عقیدت

قرآن کریم کے متعلق یہ نیاز مند اپنی اس ناچیز خدمت موسومہ "میری جسارت" کو بحضور اعلیٰ حضرت خواجہ نظام الدین صاحب محمودی سلیمانی مدظلہ العالی پیش کر کے ان کے نام نامی اور اسم گرامی سے معنون کرتا ہے۔ ع

گر قبول افتد زہے عز و شرف

کمترین
عبدالکریم تونسوی

۷۔ اپریل
۱۹۵۰ء

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱) الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (۲)
مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ (۳) اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ (۴)
اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (۵) صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ
عَلَیْھِمْ (۶) غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ (۷)

ترجمہ

ہر طرح کی تعریف اُس اللہ کے واسطے مخصوص ہے جو تمام مخلوقات کا پروردگار ہے (۱)
جو رحمان ہے اور رحیم ہے (۲) جو روزِ جزا کا مالک ہے (۳) خدایا! ہم صرف تیری ہی
عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں (۴) ہم کو سیدھے راستہ پر چلنے کی
ہدایت عطا کر (۵) یعنی ان لوگوں کے راستہ کی جن پر تو نے اپنا انعام کیا (۶) نہ
کہ ان لوگوں کے راستہ کی جو تیرے غضب کا مورد ہوئے اور نہ ان کے راستہ کی جو
بے راہ ہو گئے اور منزلِ مقصود پر نہ پہنچے (۷)

عرض حال

جانتے ہیں میرے جاننے والے کہ میں نہ مولوی ہوں۔ نہ مولوی زادہ۔ نہ عالم ہوں اور نہ عالم زادہ۔ ایک معمولی بلوچ ہوں جس کے اکثر اجداد کا پیشہ زمینداری رہا ہے۔ میری عمر کا بیشتر حصہ پہلے تعلیم سرکاری کے حصول میں اور پھر سرکاری ملازمت میں گزرا جس کی وجہ سے مجھے جنگلوں اور پہاڑوں میں سال کے ہر چھ مہینے گھومنا پڑتا تھا۔ ایک ایسے آدمی سے قرآن شریف کا ترجمہ تعجب انگیز نہیں تو کیا ہے۔ یہ سوال ہے جس کا میں اس مختصر سے رسالے میں جواب دینا چاہتا ہوں۔ اور اس غرض سے دینا چاہتا ہوں تاکہ

Marfat.com

معلوم ہو سکے کہ آیا مسلمان ایسے ترجمۃ القرآن کا جس کا نمونہ اس رسالہ میں دیا گیا ہے۔ شائع ہونا پسند کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر پسند کرتے ہیں۔ تو وہ اس کے وجود پذیر ہونے کے لئے کیا ہمدردی فرما دیں گے۔ میرا مقصد اس سے یہ ہے۔ کہ اگر مسلمان اس ترجمے کو پسند نہیں فرماتے۔ اور علمائے کرام اس میں ایسے معائب اور نقائص پاتے ہیں۔ کہ اُس کی اشاعت اسلام کے لئے موجب نقصان ہو گی۔ تو میں اس آرزو کو چھوڑ دوں۔ میرے پاس نہ اتنا وقت ہے اور نہ اتنا سرمایہ کہ میں اُسے ایسے کام کی اشاعت اور تیاری میں صرف کروں جسکے دیکھنے والا کوئی نہ ہو۔

قاعدہ ہے۔ کہ جب کوئی مصنف دُنیائے تصنیف وتالیف میں اپنے آپ کو روشناس کرتا ہے۔ تو گو بظاہر الفاظ سے نہ ہو۔ مگر وہ ایسی وضع قطع۔ طور طریقے۔ رنگ ڈھنگ اختیار کرتا ہے کہ جیسے وہ کوئی جید عالم ہے۔ قوم کا کوئی بڑا ہمدرد اور بہی خواہ ہے۔ کہ محض اسلام اور قوم کے درد نے اُسے لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے۔ تو وہ خود ہی اپنے مقصد کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اور اپنی آرزو کے حصول میں خود ہی روڑے اٹکاتا ہے۔ مگر میں جیسا کچھ ہوں۔ ٹھیک اُسی طرح اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہوں۔ میرا اعتقاد ہے۔ کہ اگر میرا کام آپ کے دل پر کوئی اثر نہیں ڈالتا تو میرے کہنے سے کیا بنے گا۔ اس اظہار سے میرا ایک دوسرا مقصد یہ بھی ہے۔ کہ آئندہ کوئی صاحب قرآن کے نہ پڑھنے اور نہ سمجھنے کے لئے اپنی بے علمی کا بہانہ نہ بنا دیں۔ اور لوگ یقین کر لیں۔ کہ کلام پاک کے سمجھنے کے لئے اتنی بڑی عربی دانی کی ضرورت نہیں جتنی صحیح غور وفکر کی ہے۔

میں کوئی رہنمائے قوم نہیں۔ کہ قوم کے زوال کے اسباب پر بحث کروں۔ البتہ بڑے بڑے عالموں کو کہتے سُنا ہے۔ کہ مسلمانوں کے تنزل کا اصلی سبب یہی اور صرف یہی ہے۔ کہ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ اس لئے اقوام عالم میں انھوں نے اپنی جگہ گم کر دی ہے ظاہر ہے۔ کہ کسی کتاب پر عمل کرنے کے لئے اُس کے جاننے کی ضرورت ہے۔ اور جاننے کے لئے اُس کے پڑھنے اور سُننے کی ضرورت ہے۔ اور پڑھنے سُننے کے لئے اُس سے محبت رکھنا لازم ہے۔ انصاف کرنے کا مقام ہے کہ مسلمانوں کی قرآن کے ساتھ رغبت ہو۔ تو کیسے ہو۔ عام مسلمان عربی سے ناواقف ہیں۔ اس لئے وہ اُس کے مطالب قرآن کی اپنی زبان میں سمجھنے سے قاصر ہیں جتنے ترجمے موجود ہیں۔ ان کا بیشتر حصہ کچھ اس طرز سے لکھا گیا ہے۔ کہ مضامین کی بے ربطی اور اردو عبارت کی غیر موزونیت کی وجہ سے وہ جاذب قلوب نہیں رہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد پہلے عالم ہیں جنھوں نے قرآن مجید کے ترجمہ کو مقدرات اور بعد ونشات کے پیرا کرنے سے ایسی جدت

میں پیش کیا۔ کہ وہ پڑھنے اور سمجھنے کے قابل ہے۔ لیکن اُس میں ابھی بہت ترمیم اور اصلاح کی گنجائش ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر کلام مجید کے اُردو ترجمہ کو اپنی اصلی شان میں پیش کیا جائے تو جس طرح اِس نے عرب کی کایا پلٹ دی تھی۔ اُسی طرح پاکستان کے مسلمانوں کی گردنوں میں بھی طوقِ اطاعت ڈال سکتا ہے۔ اور انہیں اُسی طرح سربلند کر سکتا ہے جس طرح کسی زمانہ میں عربوں کو کیا تھا۔ یہ ایک بڑا عظیم الشان اور بڑی ذمہ داری کا کام ہے۔ اس کے لئے علماء کی ایک کمیٹی کی ضرورت ہے۔ جو قرآن کے ترجمہ کے ایک ایک لفظ پر غور کریں۔ میرے جیسے بے مایہ آدمی کے لئے اس کی کوشش کرنا۔ یوسف کے خریداروں میں بڑھیا کی مثال ہے جو سوت کی ایک انٹی لے کر یوسف کی خریداری کے لئے بازارِ مصر میں نکلی تھی۔ ؎

ما بدیں مقصد عالی نتوانیم رسید ہاں مگر لطف شما پیش نہد گامے چند

مَیں ہرگز ہرگز اس بات کا دعوے دار نہیں ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے لکھا ہے ٹھیک ہے اور جو سمجھا ہے صحیح ہے۔ صحیح یا غلط کا فیصلہ قبولِ عام خود ہی کرے گا۔ البتہ میں اتنا کہہ سکتا ہوں۔ کہ قرآن کا جو ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ اگر آپ اُسے غور سے پڑھیں اور دوسرے ترجموں کے ساتھ اُس کا مقابلہ کریں۔ تو آپ خود ہی محسوس کریں گے۔ کہ قرآن مجید کے مطالعہ کے لئے آپ کا اُنس اور دلی میلان زیادہ ہو گیا ہے۔

کاش! مَیں کوئی ناول نویس ہوتا۔ یا کوئی اعلےٰ مضمون نگار ہوتا۔ تو مجھے پوری امید ہوتی کہ مَیں جو کچھ لکھ رہا ہوں۔ اُسے آپ ضرور پڑھیں گے۔ مگر یہ بات کہ مَیں ایسا نہیں ہوں۔ کہ کوئی دلچسپ حکایتیں وضع کر سکوں اور آپ ایسے نہیں ہیں۔ کہ رُوکھے پھیکے۔ سیدھے سادے مضامین کو پڑھ لیں۔ اِس میں نہ میرا قصور ہے اور نہ آپ کا۔ ؎

قسمت کیا ہر ایک کو قسامِ ازل نے جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانہ کو جلنا غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

البتہ جو کام میری قابلیت نہیں کر سکتی۔ وہ آپ کا لطف و کرم کر سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ آپ محض اپنی ذرّہ نوازی سے اس رسالہ کے مطالعہ کے لئے دو تین گھنٹے دینا گوارا فرمادیں۔ اور سب سے پہلے سورہ رعد کے ترجمہ کو بغور ملاحظہ فرمادیں۔ اور سابقہ مترجمین کے ترجموں پر جو تنقید کی گئی ہے اُس کا مطالعہ کریں۔ پھر اگر آپ کو اُس کے اندر کوئی چیز جاذبِ توجہ دکھائی دے تو اس کے باقی صفحات بھی پڑھیں۔ ورنہ کسی ایسے شخص کو دے دیویں۔ جو اُس کا پڑھنا پسند

Marfat.com

کرے۔ کیا آپ سے اتنی امید رکھنا بہت زیادہ ہے۔ کہ جہاں آپ گھنٹوں تاش وشطرنج میں مصروف رہتے ہیں۔ جہاں آپ ہر روز شام کو دو تین گھنٹے ٹینس کے میدان میں اور یار احباب کی خوش گپیوں میں گذارتے ہیں۔ جہاں آپ ہر رات کا بڑا حصہ سینما کے دیکھنے میں لگاتے ہیں۔ جہاں آپ ہر شام ریڈیو کی خبروں کے سننے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔ جہاں آپ ہفتوں اور مہینوں تک سیر وشکار میں وطن سے غیر حاضر رہتے ہیں۔ اور سفر کی صعوبتیں جھیلتے ہیں۔ وہاں آپ تھوڑے سے وقت کے لئے خدا اور اس کے رسول کی باتیں سن لیں۔ کیا عجب کہ ان کی کوئی بات آپ کو پسند آجاوے۔ اور وہ آپ کو دین و دنیا میں فائدہ دے جاوے۔ آپ پڑھ کے اور سن کے دیکھیں تو سہی کہ خدا آپ کے ساتھ کیا سودا کرتا ہے۔ وہ آپ سے کیا لیتا ہے اور کیا دیتا ہے۔ ؎

تم جانو تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو　　مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو

کہتے ہیں کہ سخیوں کے ساتھ سودا کرنے میں انسان کبھی گھاٹے میں نہیں رہتا۔ وہ جو کچھ لیتے ہیں۔ اس سے کئی حصہ زیادہ دام دیتے ہیں۔ کیا آپ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ اللہ جو آسمانوں میں اور زمین میں سب سے بڑھ کر کریم ہے۔ آپ سے کوئی چیز لے کے آپ کو پورا دام نہ دے گا۔ آپ سودا کر کے دیکھیں تو سہی کہ وہ کتنا کریم النفس ہے لیکن اس محرومی کا کیا علاج کہ خدا کے ساتھ سودا کرنے پر آپ کی طبیعت مائل نہیں ہوتی ؎

جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد　　پر طبیعت ادھر نہیں آتی

یقین جانیں کہ اس کی شان کریمی آج بھی وہی ہے۔ جو چودہ سو برس پہلے تھی۔ اس کی لطف عطوفت و رحمت آج بھی اپنے بندوں کو اسی طرح تلاش کرتی ہے۔ جیسے پہلے کرتی تھی۔ لیکن افسوس ؎

طبیب عشق مسیحا دم ست و مشفق لیک
چو درد در تو نہ بیند کرا دوا بکند

Marfat.com

ترجمہ کی مشکلات

۱۔ مقدرات و محذوفات

قرآن کریم کے صحیح اور جاذب قلوب ترجمہ کرنے میں مختلف قسم کی مشکلات ہیں۔ ان میں اول درجہ پر قرآن کریم کے مقدرات اور محذوفات ہیں۔ انہی مقدرات کے نہ جاننے سے خدا کا کلام بے ربط اور بے جوڑ دکھائی دینے لگتا ہے تسلسل ناپید ہو جاتا ہے۔ اور جس بات پر سر دھننا چاہئے۔ آنسو بہانے چاہئیں۔ وہ ایک خشک زاہدانہ مقولہ بن کے رہ جاتی ہے۔ یہ بڑا ضروری امر ہے کہ ہر قرآن خوان جسے قرآن کے سمجھنے کی تمنا ہو۔ یہ جانے کہ قرآن کے ظاہر الفاظ کے اندر کیا مخفی معنی پنہاں ہیں۔ ویسے تو مقدرات ہر زبان میں حسب اقتضائے موقعہ ہوتے ہیں۔ مگر عربی جیسا کہ بعض دیگر باتوں میں دوسری زبانوں سے ممتاز ہے۔ ویسے ہی اس امر میں بھی ہے۔ کہ اس میں متکلم بہت کچھ مخاطب کے حسن فہم پر بھروسہ کر کے ظاہر الفاظ بیان کرنے سے گریز کر جاتا ہے متکلم جتنا عالی دماغ ہوتا ہے۔ اتنا ہی اُس کا کلام مختصر اور معنی کثیر ہوتا ہے۔ مقدرات کے ذہن نشین کرنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ قرآن مجید سے کئی مقامات نکال کر دکھائے جاویں۔ اور بتایا جاوے۔ کہ یہاں فلاں فلاں عبارت محذوف ہے۔ جو سیاق و سباق سے صاف معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے ہم سورۂ رعد کو پیش کرتے ہیں۔ اور دکھلاتے ہیں کہ موجودہ تراجم میں کیا کمی ہے اور اُسے کس طرح پورا کرنا چاہئے۔ ذیل میں چار مختلف عالموں کے کئے ہوئے چار ترجمے درج کئے جاتے ہیں۔

ان سے جو اوہام و شکوک کسی پڑھنے والے کے دل میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ ان کو سب سے آخر بیان کیا گیا ہے۔ ایسا کرنے سے میری غرض کسی عالم پر نکتہ چینی کرنے کی نہیں ہے۔ مگر میرا کام ہی ایسا ہے کہ مجھے معائب و نقائص کے اظہار کے بغیر چارۂ کار نہیں۔ کیونکہ جو میرا مقصد ہے۔ وہ اس کے بغیر پورا نہیں ہو سکتا۔ میری آرزو یہ ہے۔ کہ میں قوم کو بالعموم اور علمائے کرام کو بالخصوص ایسے ترجمۃ القرآن کی ضرورت جتاؤں جس کے پڑھنے سے کلام الٰہی کا مدعا پڑھنے والے کے ذہن میں پوری

Marfat.com

طرح سے اُٹھ جاوے جتنے ترجمے اس وقت تک موجود ہیں۔ ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں۔ جو اس ضرورت کو پورا کر سکے۔ بلکہ بہت سے ترجمے تو ایسے ہیں جو غلط ہیں اور غلطیوں کی طرف رہبری کرتے ہیں۔ اگر آپ ایک ایسے مہمان سے بات کر رہے ہوں جس کی زبان آپ نہیں جانتے۔ تو لامحالہ آپ کو ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہوگی جو مہمان کا مقصود آپ پہ واضح کر دے۔ جسے ترجمان کہا جاتا ہے۔ اب اگر وہ ترجمان ایسا ہو۔ کہ مہمان کے الفاظ کا ترجمہ تو آپ کو بتا دیوے۔ مگر مہمان کا مافی الضمیر جو ان الفاظ سے پیدا ہوتا ہے۔ آپ پر ظاہر نہ کرے۔ یا غلط ظاہر کرے۔ تو آپ اس ترجمان کی نسبت کیا رائے قائم کریں گے۔ کیا آپ سمجھیں گے۔ کہ ترجمان نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے اور قصور آپ کا اپنا ہے۔ کہ نہیں سمجھتے۔ اچھا۔ اس بحث کو جانے دو۔ کہ قصور کس کا ہے۔ سوال یہ ہے۔ کہ آیا ترجمان مذکورہ بالا کے ہوتے ہوئے بھی آپ کو ایک ایسے ترجمان کی ابھی ضرورت ہے۔ جو مہمان کا اصل مفہوم آپ تک پہنچائے۔ تفسیر کا یہاں کوئی ذکر نہیں۔ کیونکہ اُس کا مقام الگ ہے۔ یہاں صرف ترجمہ کا ذکر ہے۔ ضروری ہے کہ آپ سورۂ رعد کے ترجمہ کو بار بار پڑھیں۔ اور اُس پر کامل غور و خوض فرما دیں۔ تاکہ آپ پہ میری گذارش کی اہمیت واضح ہو جائے اس سلسلہ میں جو بات سب سے ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ پہلے آپ مولف رسالہ ہذا کا ترجمہ نہ پڑھیں۔ بلکہ دیگر علمائے کرام کے ترجمے پڑھیں۔ اور دیکھیں کہ آپ نے کیا سمجھا ہے۔ اس کے بعد "موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر" کا مطالعہ کریں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ترجموں سے مقابلہ کرتے جاویں کہ آیا تنقید صحیح ہے یا غلط۔ اس کے بعد مولف رسالہ ہذا کا ترجمہ پڑھیں۔ اور دیکھیں کہ آیا آپ نے سورۂ رعد کو پہلے سے بہتر سمجھ لیا ہے یا نہ۔ اور کہ آیا قرآن مجید کے ساتھ آپ کی محبت بہ نسبت سابق زیادہ ہو گئی یا نہ۔ اگر آپ مطالعہ کا یہی طریق اختیار فرما دیں گے تو ناممکن ہے کہ آپ اس نتیجہ پہ نہ پہنچیں۔ کہ سینکڑوں ترجموں کے ہوتے ہوئے ابھی ایک اور ترجمہ کی ضرورت ہے ٭

نوٹ:۔ ترجموں میں جن الفاظ پہ لکیریں دی گئی ہیں۔ وہ مقدرات اور محذوفات ہیں جو ہر مترجم نے اپنی اپنی رائے اور سمجھ کے موافق نکالے ہیں ٭

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین رح

رکوع اول

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(۱) الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَالَّذِيْٓ اُنْزِلَ

یہ ہیں آیتیں کتاب کی اور وہ چیز کہ اتاری گئی

اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

ہے طرف آپ کی رب تیرے سے سچ ہے ولیکن اکثر لوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ -

نہیں ایمان لاتے

(۲) اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا

اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے بلند کیا آسمانوں کو بغیر ستونوں کے دیکھتے ہو تم ان کو

ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

پھر قرار پکڑا اوپر عرش کے اور مسخر کیا سورج کو اور چاند کو

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ

ہر ایک چلتا ہے واسطے وقت مقررہ کے تدبیر کرتا ہے کام کی تفصیل سے بیان کرتا ہے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ -

نشانیاں تاکہ تم ساتھ ملاقات رب اپنے کے یقین کرو -

ترجمہ مولانا ابو الکلام آزاد

(۱) الف ۔ لام ۔ میم ۔ را ، اے پیغمبر! یہ کتاب یعنی قرآن کی آیتیں ہیں ۔ اور جو کچھ تیرے پروردگار کی جانب سے تجھ پر نازل ہوا ہے ۔ وہ امر حق ہے ۔ اس کے سوا کچھ نہیں ۔ مگر اکثر آدمی ایسے ہیں ۔ کہ اس پر ایمان نہیں لاتے ۔

(۲) یہ اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں کو بلند کر دیا ۔ اور تم دیکھ رہے ہو کہ کوئی ستون انھیں تھامے ہوئے نہیں ہے ۔ پھر وہ اپنے تخت حکومت پر نمودار ہوا یعنی مخلوقات میں اس کے احکام جاری ہو گئے اور سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا کہ ہر ایک اپنی ٹھیرائی ہوئی میعاد تک اپنی اپنی راہ چلا جا رہا ہے ۔ وہی اس تمام کارخانہ خلقت کا انتظام کر رہا ہے ! اور اپنی قدرت اور حکمت کی نشانیاں الگ الگ کر کے بیان کر دیتا ہے ۔ تاکہ تمہیں یقین ہو جاوے کہ ایک دن اپنے پروردگار سے ملنا ہے ۔

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۱) الف ۔ لام ۔ میم ۔ را ۔ یہ جو آپ سن رہے ہیں ۔ آیتیں ہیں ایک بڑی کتاب کی یعنی قرآن کی اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا جاتا ہے ۔ یہ بالکل سچ ہے اور لیکن بہت سے آدمی ایمان نہیں لاتے ۔

(۲) اللہ ایسا قادر ہے ۔ کہ اس نے آسمانوں کو بدون ستون کے اونچا کھڑا کر دیا ۔ چنانچہ تم ان آسمانوں کو اسی طرح دیکھ رہے ہو ۔ پھر عرش پر قائم ہوا ۔ اور آفتاب و ماہتاب کو لگا دیا ہے ۔ کہ ہر ایک ایک وقت معین پر چلتا رہتا ہے ۔ وہی اللہ ہر کام کی تدبیر کرتا ہے اور دلائل کو صاف صاف بیان کرتا ہے ۔ تاکہ تم اپنے رب کے پاس جانے کا یقین کر لو ۔

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب

(۱) المرا ۔ اے پیغمبر! یہ کتاب یعنی قرآن کی چند آیتیں ہیں ۔ اور تمہارے رب کی طرف سے جو کچھ تم پر اترا ہے ۔ وہ سرتاسر حق ہے ۔ مگر اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے ۔

(۲) اللہ وہ قادر مطلق ہے ۔ جس نے آسمانوں کو بدون کسی سہارے کے اونچا بنا کھڑا

Marfat.com

کیا جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔ پھر عرش پر جا براجا۔ اور چاند اور سورج کو زیر کیا۔ کہ ہر ایک وقت مقرر تک اپنے رستے لگا جا رہا ہے۔ وہی تمام دنیا کا انتظام کرتا ہے۔ اور اپنی قدرت کی نشانیاں تفصیل سے بیان فرماتا ہے۔ تاکہ تم لوگوں کو اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین ہو ٭

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۱) یہ ہیں کتاب کی آیتیں۔ اور جو کچھ آپ پر آپ کے رب کے ہاں سے نازل ہوا وہ برحق ہے۔ لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ٭

(۲) اللہ تو وہ ہے۔ کہ جس نے آسمانوں کو بغیر ستون کے بلند کیا۔ جن کو تم دیکھ رہے ہو۔ پھر وہ تخت حکومت پر جا بیٹھا۔ اور سورج اور چاند کو حکم پر چلایا۔ جو ہر ایک اپنے وقت معین پر چل رہا ہے۔ وہ ہر ایک بات کا انتظام کر رہا ہے۔ اور کھول کھول کے نشانیاں بتاتا ہے۔ کہ کہیں تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو ٭

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۲) کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم اپنی قدرت کی علامات تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ تاکہ تمہیں یقین آوے۔ کہ تم نے اپنے پروردگار سے ملنا ہے۔ یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ قدرت کی علامات کے تفصیلی بیان سے کس طرح انسان کو خدا کے سامنے دار آخرت کی حاضری کا یقین آسکتا ہے۔ اگر یہ توضیح نہ ہو۔ تو ہر قاری قرآن کے دل میں خلجان پیدا ہوگا۔ اللہ نے خود اس کی وضاحت اس لئے نہیں فرمائی۔ کہ وہ غور و فکر سے سمجھی جا سکتی ہے۔ مگر ترجمہ میں اس کی وضاحت کی ضرورت ہے۔

آیت نمبر (۲) میں عمد کا لفظ ہے۔ یہ واحد ہے اور جمع کثرت کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ترونھا کی ضمیر اسی عمد کو جاتی ہے۔ مگر تمام مترجمین نے ترونھا کی ضمیر کا مرجع سمٰوات کو بنایا۔ یہ کتنی دور از قیاس بات ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کی نسبت کہے کہ تم ان کو دیکھتے ہو۔ اس معنی میں ترونھا کا لفظ قطعاً بے ضرورت ہے۔ ترونھا صفت عمد کی ہے۔ جس کے تصاحب پیچھے وہ لگا ہوا ہے۔ سمٰوات کی صفت نہیں ہو سکتا۔ پس بغیر عمد ترونھا کا معنی ہونا

چاہئے ۔ "مرئی ستونوں کے بغیر"۔

ترجمہ مؤلف رسالہ ہذا

(۱) الف ۔ لام ۔ میم ۔ را ۔ یہ قرآن کی آیات ہیں ۔ جو آپ کی طرف نازل کی گئی ہیں ۔ اور جو کچھ آپ پر اپنے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے ۔ وہ سب سچ سچ ہے ۔ لیکن اکثر آدمی ایمان نہیں لاتے ۔

(۲) لوگو! تمھیں دیکھنا اور غور کرنا چاہئے ۔ کہ اللہ کی ذات وہ ذات ہے ۔ جس نے آسمانوں کو مرئی ستونوں کے بغیر بلند کیا ۔ پھر وہ اپنے تخت حکومت پہ جلوہ گر ہوا ۔ اور سورج اور چاند کو کام پہ لگایا ۔ اس طرح کہ ہر سیارہ ایک مقررہ میعاد کے لئے فضائے اعظم میں خود بخود رواں ہے ۔ وہ کائنات کے قیام کی تدبیر کرتا ہے اور اپنی تمام آیات قدرت کو کھول کھول کے بیان کرتا ہے ۔ تاکہ تمہیں یقین آوے کہ تم نے اپنے رب سے آخرکار ملنا ہے ۔ کیونکہ اگر اس کی طرف واپسی اور اعمال کی جواب دہی نہ ہو ۔ اور اس زندگی کا مقصد پیدا ہونے اور مرنے کے بغیر کوئی دوسرا نہ ہو ۔ تو یہ تمام دنیا عبث اور بے نتیجہ ٹھہرتی ہے ۔ اس نے اپنی علامات قدرت کھول کے بیان کیں ۔ تاکہ تمہیں معلوم ہو ۔ کہ تمہارا خالق کتنا بڑا قادر مطلق ہے ۔ ایسے قادر مطلق کا پیدا کردہ یہ عظیم الشان کارخانہ جس کے لب لباب تم ہو ۔ بے فائدہ اور بے نتیجہ نہیں ہو سکتا ۔ اور کسی صورت میں وہ تمہیں شتر بے مہار کی مانند نہیں چھوڑ سکتا ۔ کہ تم جو چاہو کرتے پھرو ۔ اور تمہیں روک ٹوک کا کوئی غم ہی نہ ہو ۔

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولنا حضرت شاہ رفیع الدینؒ

(۳) وَهُوَ الَّذِي مَدَّ الْأَرْضَ وَجَعَلَ فِيهَا

اور وہی ہے جس نے کھینچا زمین کو اور کئے بیچ اُس کے

رَوَاسِيَ وَأَنْهَارًا ۖ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ

پہاڑ اور نہریں اور ہر میوے سے

جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ

کئے بیچ اس کے جوڑے دو قسم کے ڈھانک دیتا ہے رات کو دن سے تحقیق

فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ .

بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں واسطے اس قوم کے کہ فکر کرتے ہیں .

(۴) وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِنْ

اور بیچ زمین کے قطعے ہیں نزدیک ایک دوسرے کے اور باغ ہیں

أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ

انگوروں سے اور کھیتیاں ہیں اور کھجوریں ہیں ایک قضاوٴت میں کئی و اور سوا کی گیں یعنی ایک تنائے ہیں

يُسْقَىٰ بِمَاءٍ وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ

پلائی جاتی ہیں پانی ایک اور بزرگی دیتے ہیں ہم بعض ان کے کو اوپر

بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ

بعضوں کے بیچ میوے کے تحقیق بیچ اس کے البتہ نشانیاں ہیں

لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ .

واسطے اس قوم کے کہ سمجھتے ہیں .

Marfat.com

ترجمہ مولٰنا ابوالکلام آزاد

(۳) اور دیکھو وہی ہے جس نے زمین کی سطح پھیلا دی۔ اُس میں پہاڑ بنا دیئے۔ نہریں جاری کر دیں۔ اور ہر طرح کے پھلوں کے جوڑے دو دو قسموں کے اُگا دیئے۔ اس لئے رات اور دن کے بتدریج ظاہر ہونے کا ایسا قاعدہ بنا دیا کہ دن کی روشنی کو رات کی تاریکی ڈھانپ لیا کرتی ہے۔ یقیناً اس بات میں ان لوگوں کے لئے کتنی ہی نشانیاں ہیں۔ جو غور و فکر کرنے والے ہیں ۞

(۴) اور دیکھو زمین میں طرح طرح کے ٹکڑے ہیں۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ ان میں انگوروں کے باغ ہیں۔ غلہ کی کھیتیاں ہیں۔ کھجور کے درخت ہیں۔ باہم دگر ملتے جلتے ہوئے اور بعض ایسے کہ ملتے جلتے ہوئے نہیں ہیں۔ سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ مگر ہم بعض پھلوں کو بعض پر مزہ میں برتری دے دیتے ہیں۔ یقیناً اس بات میں ان لوگوں کے لئے بڑی ہی نشانیاں ہیں۔ جو عقل سے کام لیتے ہیں ۞

ترجمہ مولٰنا اشرف علی صاحب تھانوی

(۳) اور وہ ایسا ہے۔ کہ اُس نے زمین کو پھیلایا۔ اور اُس زمین میں پہاڑ اور نہریں پیدا کیں اور اس میں ہر قسم کے پھلوں سے دو دو قسم پیدا کئے۔ شب کی تاریکی سے دن کی روشنی کو چھپا دیتا ہے۔ ان امور مذکورہ میں سوچنے والوں کے سمجھنے کے واسطے توحید پر دلائل موجود ہیں

(۴) اور زمین میں پاس پاس اور پھر مختلف قطعے ہیں۔ اور انگوروں کے باغ ہیں۔ اور کھیتیاں ہیں۔ اور کھجوریں ہیں۔ جن میں بعض تو ایسے ہیں۔ ایک تنہ سے اوپر جا کر دو تنے ہو جاتے ہیں۔ اور بعضے میں دو تنے نہیں ہوتے۔ سب کو ایک ہی طرح کا پانی دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت دیتے ہیں۔ ان امور مذکورہ میں بھی سمجھ داروں کے واسطے توحید کے دلائل موجود ہیں ۞

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۳) اور وہی قادر مطلق ہے جس نے زمین کو پھیلایا اور اس میں بڑے بڑے اٹل پہاڑ اور دریا بنا دیئے۔ اور نیز اس میں ہر طرح کے پھلوں کی دو دو قسمیں پیدا کیں۔ مثلاً میٹھے

اور کھلنے اور وہی رات کو دن کا پردہ پوش کرتا ہے۔ بے شک ان باتوں میں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کو کام میں لاتے ہیں۔ قدرت خدا کی بہتیری ہی نشانیاں موجود ہیں ؞

(۴) اور زمین میں پاس پاس کئی کئی قطعے ہوتے ہیں۔ اور انگور کے باغ اور کھیتی اور کھجور کے درخت جن میں بعض دو شاخے ہوتے ہیں۔ اور بعض دو شاخے نہیں ہوتے۔ حالانکہ سب کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔ اور پھر بھی ہم بعض کو بعض پر پھلوں میں برتری دے دیتے ہیں۔ بے شک جو لوگ عقل کو کام میں لاتے ہیں۔ ان کے لئے ان باتوں میں قدرت خدا کی بہتیری ہی نشانیاں موجود ہیں ؞

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۳) اور اُس نے تو زمین کو پھیلایا۔ اور اُس میں پہاڑ اور دریا بنائے اور زمین میں ہر ایک پھل دو دو قسم کا بنایا۔ کھٹا اور میٹھا اور اچھا اور بُرا۔ دن کو رات سے ڈھانک دیتا ہے۔ البتہ اس میں غور کرنے والوں کے واسطے بڑی نشانیاں ہیں ؞

(۴) اور زمین میں مختلف قطعے ایک دوسرے سے ملتے ہوئے ہیں۔ اور انگور کے باغ اور کھیتیاں ہیں۔ اور کھجوریں جھنڈ مارے ہوئے اور بے جھنڈ ہوئے ہوئے کہ جن کو ایک ہی پانی دیا جاتا ہے۔ اور ہم ایک کو دوسروں پر پھلوں میں فضیلت دیتے ہیں۔ البتہ اس میں عقلمندوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں ؞

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۳) میں ہر پھل اور میوہ کے جوڑے جوڑے ہونے کا بیان ہے۔ پہاڑ اور دریا کا ذکر ہے۔ رات اور دن کے تسلسل کا نقشہ ہے۔ پھر فرمایا ہے۔ کہ ہر صاحب فکر و ہوش قوم کے لئے ان سب باتوں میں خدائی نشان ہیں۔ یہاں پھر ابہام ہے کہ ان باتوں سے ایک قادر مطلق کی ہستی اور قدرت کے سوا اور کیا ثابت ہوتا ہے۔ اصل مدعا یعنی دار آخرت کی حاضری پر اس قدرت سے کیسے استدلال قائم کیا جاتا ہے۔ اور اس کا کیسے یقین آسکتا ہے۔ بہترجمین میں سے کسی نے بھی اس بات کو واضح نہیں کیا ؞

آیت نمبر (۴) کا بھی وہی حال ہے جو آیت ۳ کا ہے۔ آخر سوچنا چاہئے کہ اللہ کیوں

Marfat.com

دارِ آخرت کی حاضری کے سلسلہ میں مختلف میووں کا ذکر فرما کے کہتا ہے کہ ہم ایک ہی پانی سے ان کو سیراب کرتے ہیں۔ پھر بھی بعض کو بعض پہ فضیلت دیتے ہیں۔ اس کیوں کا جواب کسی مترجم نے نہیں دیا۔ ممکن ہے کوئی کہے۔ یہ تفسیری باتیں ہیں۔ ان کو تفسیر میں بیان کرنا چاہیئے۔ مگر اول تو یہ باتیں تفسیروں میں بھی نہیں ملتیں۔ دوسرے کیا ترجمان کا یہ فرض نہیں کہ ترجمہ کرتے ہوئے وہ منشاء ایزدی کو اپنے سننے والے پہ واضح کر دے۔ وہ کیوں اُسے مفسر کے لیئے چھوڑے۔ تفسیروں کے لیئے اور باتیں بہت ہیں۔ یہ ترجمان ہی کا فرض ہے کہ وہ صرف معنی نہ بتائے بلکہ اصل مدعا بھی بتائے ۔:

ترجمہ مؤلف رسالہ ہذا

(۳) اللہ وہ ہے جس نے زمین کو پھیلا دیا۔ اس میں پہاڑ اور دریا بنائے۔ اور ہر ایک پھل اور میوہ کو جوڑا جوڑا بنایا۔ وہ دن کو رات سے ڈھانپتا ہے۔ اور رات کو دن سے نکالتا ہے۔ سوچنے والوں کے واسطے اس میں بھی اس کی قدرت کی علامات ہیں۔ کائنات میں ہر چیز جوڑا جوڑا ہے آسمان کے مقابل زمین ہے۔ رات کے مقابل دن ہے۔ مرد کے مقابل عورت ہے۔ پہاڑ کا جوڑا دریا ہے۔ بادل کا جوڑا ہوا ہے۔ سوچو اور بتاؤ کہ تمہاری دنیوی زندگی کا جوڑا کیا ہے اور کہاں ہے۔:

(۴) دیکھو! زمین میں پاس پاس قطعات ہوتے ہیں۔ جن میں انگوروں کے باغ کھیتی اور کھجوروں کے درخت اُگتے ہیں۔ ایک ایک جڑ سے کئی کئی نکلے ہوئے اور الگ الگ جڑوں سے نکلے ہوئے۔ ان سب کو ایک ہی پانی سے سیراب کیا جاتا ہے۔ ان کے پھل بظاہر دیکھنے میں ہم رنگ و ہم شکل ہوتے ہیں۔ مگر ہم کہتے ہیں ہم بعض کو بعض پہ بوجہ خوش ذائقہ ہونے کے فضیلت دیتے ہیں۔ وہ فضیلت ظاہر نہ ہوتی اور بیکار جاتی۔ اگر ان کے پکنے کے بعد کوئی ان کے کھانے والا نہ ہوتا۔ عقلمندوں کے واسطے اس میں بھی اللہ کی قدرت کی علامات ہیں۔ اللہ نے ہم سب کو ایک جیسے اعضاء دیئے۔ یکساں ہوا اور پانی دیا۔ اگر تم کو یوں ہی ملیا میٹ ہونے دیا جاوے اور تمہاری ایک دوسرے سے فضیلت اور برتری جاننے والا کوئی نہ ہو۔ تو تمہاری پیدائش کا کوئی نتیجہ نہ تھا۔ کیا اس سے تم کو یہ یقین نہ آنا چاہیئے۔ کہ کوئی ہستی ہے۔ جو ایک دن تمہارے پکنے یعنی موت کے بعد تمہاری ایک دوسرے سے فضیلت کو جانچے گی ۔:

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین رح

٥ وَإِن تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا أَ

اور اگر تعجب کرے تو پس عجب ہے بات ان کی کیا جب ہو جاویں گے ہم مٹی کیا

إِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ

ہم پھر ہونگے البتہ بیچ پیدائش نئی کے یہ لوگ ہیں کہ کافر ہوئے ساتھ پروردگار اپنے کے

وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور یہ لوگ ہیں کہ طوق ہیں بیچ گردنوں ان کی کے اور یہ لوگ رہنے والے ہیں

النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۔

آگ کے وہ بیچ اس کے ہمیشہ رہنے والے ہیں

٦ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ

اور شتابی کرتے ہیں تجھ سے ساتھ برائی کے پہلے بھلائی کے

وَقَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِمُ الْمَثُلَاتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ

اور تحقیق گذری ہیں پہلے ان سے عقوبتیں اور تحقیق پروردگار تیرا

لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ

البتہ صاحب بخشش کا ہے واسطے لوگوں کے اوپر ظلم ان کے کے اور تحقیق

رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۔

پروردگار تیرا البتہ سخت عذاب کرنے والا ہے

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۵) اور اے مخاطب! اگر تو عجیب بات دیکھنی چاہتا ہے۔ تو سب سے زیادہ عجیب بات ان منکران کا یہ قول ہے کہ "جب ہم مرنے کے بعد گل سڑ کر مٹی ہو گئے۔ تو کیا ہم پر ایک نئی پیدائش طاری ہوگی۔ یہ بات تو سمجھ میں آتی نہیں"۔ تو یقین کرو کہ یہی لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار سے انکار کیا۔ اور یہی ہیں جن کی گردنوں میں طوق پڑے ہوں گے۔ اور یہی ہیں کہ دوزخی ہوئے۔ ہمیشہ دوزخ میں رہنے والے۔

(۶) اور اے پیغمبر یہ تم سے برائی کے لئے جلدی مچاتے ہیں قبل اس کے کہ بھلائی کے لئے خواستگار ہوں۔ حالانکہ ان سے پہلے ایسی سرگزشتیں گزر چکی ہیں۔ جن کی دنیا میں کہاوتیں بن گئیں۔ مگر یہ ہیں کہ عبرت نہیں پکڑتے۔ تو اس میں شک نہیں کہ تیرا پروردگار لوگوں کے ظلم سے بڑا ہی درگزر کرنے والا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ تیرا پروردگار سزا دینے میں بڑا ہی سخت ہے۔

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۵) اور اے محمدؐ! اگر آپ کو تعجب ہو۔ تو واقعی ان کا یہ قول تعجب کے لائق ہے کہ جب ہم خاک ہو گئے۔ کیا ہم پھر از سر نو قیامت کے روز پیدا ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ انھوں نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا اور ایسے لوگوں کی گردنوں میں دوزخ میں طوق ڈالے جاویں گے۔ اور ایسے لوگ دوزخی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(۶) اور یہ لوگ عافیت کی ختم میعاد سے پہلے آپ سے مصیبت کے نزول کا تقاضا کرتے ہیں حالانکہ ان سے پہلے اور کفار پر واقعات عقوبت گزر چکے ہیں۔ اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب لوگوں کی خطائیں باوجود ان کی بے جا حرکتوں کے معاف کر دیتا ہے۔ اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ آپ کا رب سخت سزا دیتا ہے۔

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۵) اور اے پیغمبر! اگر تم دنیا میں کسی بات پر تعجب کرو۔ تو کافروں کا یہ قول بھی عجیب بات ہے کہ جب ہم گل سڑ کر مٹی ہو جاویں گے۔ تو کیا ہم کو پھر نئے جنم میں آنا ہے۔ یہی لوگ ہیں جنھوں

Marfat.com

نے اپنے پروردگار کی قدرت کا انکار کیا۔ اور یہی لوگ ہیں جن کی گردنوں میں قیامت کے دن طوق پڑے ہوں گے اور یہی لوگ ہیں دوزخی کہ یہ دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے ؞

(۶) اور اے پیغمبر بھلائی سے پہلے یہ لوگ تم سے برائی کی جلدی مچا رہے ہیں۔ حالانکہ ان سے پہلے ایسے واقعات ہو گزرے ہیں۔ جن کی کہاوتیں چلی آتی ہیں۔ اور اے پیغمبر اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ تمہارا پروردگار لوگوں سے باوجود ان کی شرارتوں کے درگذر کرنے والا ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ تمہارے پروردگار کی مار بھی بڑی سخت ہے ؞

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۵) اور اگر آپ کو ان کے انکار سے تعجب ہے۔ تو ان کی یہ بات بھی عجیب ہے۔ کہ جب ہم خاک ہو گئے۔ کیا ہم نئے سرے سے زندہ ہوں گے۔ یہی تو ہیں۔ کہ جو اپنے رب سے منکر ہو گئے۔ اور انہی کی گردنوں میں طوق ہوں گے۔ اور یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہا کریں گے ؞

(۶) اور بھلائی سے پہلے آپ سے برائی کی جلدی کر رہے ہیں۔ حالانکہ ان سے پہلے بہت سی عذاب کی سیریں ہو چکی ہیں اور بے شک آپ کا رب تو لوگوں کے گناہ پر بھی معاف کرنے والا ہے۔ اور البتہ آپ کے رب کا عذاب بھی بڑا سخت ہے ؞

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۵) کے آخر میں اُولٰئِكَ کا لفظ تین دفعہ آیا ہے۔ پہلی دفعہ اس کے بعد الذین ہے۔ پھر دونوں دفعہ الذین مقدر ہے۔ مگر کسی مترجم صاحب نے اُسے مقدر نہیں سمجھا۔ الذین کے مقدر سمجھنے سے معنی میں ایک لطافت اور زور پیدا ہو جاتا ہے جو بغیر اس کے نہیں ہوتا۔ مترجم صاحبان سمجھتے ہیں۔ کہ اُولٰئِكَ کا اشارہ کافروں کی طرف ہے۔ مگر کافروں کے متعلق یہ کہنا کہ وہ اپنے رب کا انکار کرتے ہیں کتنی زائد از ضرورت بات ہے۔ کیونکہ کافر کہتے ہی اُسے ہیں۔ جو خدا کا انکار کرے۔ یہاں اللہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ دوسری زندگی کا انکار کرنے والے لوگ اللہ کے منکر ہوتے ہیں۔ ایسے موقعہ پر جب ایک ہی شخص کی نسبت بار بار مختلف باتیں بیان کی جاویں۔ تو اردو میں اور کی بجائے "بھی" کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ چاہیے تھا کہ اردو ترجمہ میں اردو زبان کے محاورہ کا

Marfat.com

خیال رکھا جاتا ۔

آیت نمبر (۶) کے ترجمہ سے خدا کے لئے دو باتیں بہ یک وقت ثابت ہوتی ہیں۔ایک یہ کہ وہ لوگوں کے ظلم سے بڑا درگذر کرنے والا ہے۔ اور دوسری یہ کہ وہ سزا دینے میں بڑا سخت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں باتیں بہ یک وقت صحیح نہیں ہوسکتیں۔اس لئے اس میں مناسب تشریح کی ضرورت ہے۔ جو ترجمہ میں مفقود ہے ۔

ترجمہ مؤلف رسالہ ہذا

(۵) یہ سب روزمرہ کی باتیں ہیں اور ان پہ کوئی تعجب نہیں ہوا کرتا۔لیکن اے مخاطب! اگر کسی بات پہ تجھے تعجب آوے۔ تو منکروں کا یہ قول قابل تعجب ہے کہ ہم جس وقت مر کے مٹی ہو جاویں گے۔ تو کیا ہم نئی پیدائش میں لائے جاویں گے۔ ہاں تم کیوں نئے سرے سے پیدا نہ کئے جاؤ۔ جب کہ اس تمام کارخانہ کے ماحصل تم ہو۔ اور تمہارے اعمال کی جانچ پڑتال ہونی ضروری ہے۔ دوسری زندگی کو نہ ماننے والے وہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی قدرت کے منکر ہیں ہاں وہی ہیں۔ جن کی گردنوں میں دنیاوی علائق کی زنجیریں ہیں جو ان کو سر اٹھا کے اونچا نہیں دیکھنے دیتیں ہاں وہی ہیں۔ جو دوزخی ہیں۔ اور دوزخ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

(۶) چاہئے تو تھا۔ کہ وہ اپنی بہبودی کا آپ سے تقاضا کرتے مگر بھلائی سے پہلے برائی یعنی عذاب کی وہ آپ سے جلدی مچاتے ہیں۔ حالانکہ ان سے پہلے دوسری امتوں کی مثالیں گذر چکی ہیں۔ کہ دوسری زندگی کے انکار کرنے سے وہ ہلاک ہو گئے۔ آپ کا رب لوگوں کے لئے ان کے کفر پہ صاحب کرم و بخشائش ہے۔ اس لئے وہ عذاب جلدی نازل نہیں کرتا۔ لیکن جب نازل کرتا ہے۔ تو اس کا عذاب بڑا سخت ہوتا ہے۔ ع

دیر گیرد۔ سخت گیرد مر ترا

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین

(۷) وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ

اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں۔ کیوں نہ اُتاری گئی اوپر اُس کے نشانی

مِنْ رَبِّهِ ۗ إِنَّمَا أَنْتَ مُنْذِرٌ ۖ وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ع

پروردگار اُس کے سے سوائے اس کے نہیں کہ تو ڈرانے والا ہے اور واسطے ہر قوم کے ہدایت کرنے والا ہے

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۷) اور جن لوگوں نے کفر کا شیوہ اختیار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں اس آدمی پر اس کے پروردگار کی جانب سے کوئی نشانی کیوں نہیں اُتری۔ حالانکہ تو اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ انکار اور بدعملی کے نتائج سے خبردار کرنے والا ایک راہ نما ہے اور ہر قوم کے لیے ایک راہ نما ہُوا ہے۔

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۷) اور یہ کفار یوں بھی کہتے ہیں۔ کہ ان پر خاص معجزہ جو ہم چاہتے ہیں کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ آپ صرف ڈرانے والے نبی ہیں۔ اور ہر قوم کے لئے ہادی ہوتے چلے آئے ہیں۔

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۷) اور جو لوگ خدا اور رسول کے منکر ہیں۔ اعتراض کے طور پر یہ بھی کہتے ہیں۔ کہ اس شخص یعنی محمدؐ پر اُس کے پروردگار کی طرف سے نشانی جو ہم چاہتے ہیں کیوں نہیں اُتری۔ سو اے پیغمبر! تم تو صرف عذاب خدا سے لوگوں کو ڈرانے والے ہو۔ اور بس اور تم کچھ انوکھے پیغمبر نہیں ہر ایک قوم کا ایک نہ ایک ہدایت کرنے والا ہو گزرا ہے۔ اپنی قوم کے ہدایت کرنے والے

Marfat.com

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۷) اور کافر کہہ رہے ہیں۔ کہ اُس پر کوئی بڑی نشانی اُس کے رب کے ہاں سے کیوں نہ اُتری رسول اے محمدؐ تم محض ڈر سنانے والے ہو۔ اور ہر قوم کے لئے ایک رہنبر ہوتا آیا ہے ::

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۷) میں سب سے پہلے غور طلب "آیۃ" کا لفظ ہے جس کا معنی ہے نشان اس نشان سے تمام مترجم صاحبان نے بہ استثنائے ایک دو کے معجزہ مراد لیا ہے۔ جو صریح طور پر غلط ہے۔ یہاں نشان سے مراد معجزہ نہیں۔ بلکہ نشان ہلاکت ہے۔ آیت نمبر ۶ کا لفظ "سیئۃ" اور یہ فقرہ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ اور آیت نمبر ۷ کا لفظ "مُنْذِرٌ" سب اس بات کی صریح شہادت ہیں۔ کہ یہاں کافروں کی جانب سے نشان ہلاکت کی طلب ہے۔ ان کی اس طلب کا جواب اللہ نے بدیں الفاظ دیا ہے۔ "اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ"۔ اس جواب کی موزونیت کیا ہے کسی مترجم صاحب نے اُسے ظاہر نہیں فرمایا۔ البتہ اسی سورت کی آیت نمبر ۲۷ میں جو "آیۃ" کا لفظ آیا ہے۔ اُس سے مراد معجزہ ہے ::

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۷) جو کافر ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول پر اپنے رب کی جانب سے ہماری ہلاکت کا کوئی نشان کیوں نہیں آتا۔ آپ پوچھیں وہ اسے کیوں ضروری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی حیثیت محض ایک ڈرانے والے ہادی کی ہے اور ہادی کا آنا انہی کی قوم کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ ہر قوم میں ایک ہادی ہوتا ہے۔ ہادی کے وجود کے ساتھ نشان ہلاکت کو کیا تعلق ہے۔ کہ وہ اُس کے لئے جلدی مچاتے ہیں۔ ہادی تو الٹا عذاب سے ڈرانے والا ہوتا ہے۔ نہ کہ عذاب لانے والا ہوتا ہے ::

135419

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولنا حضرت شاہ رفیع الدینؒ

رکوع دوم

۸ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى

اللہ تعالے جانتا ہے جو کچھ کہ اٹھاتی ہے ہر عورت

وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ؕ وَكُلُّ

اور جو کچھ کم کرتے ہیں رحم اور جو کچھ بڑھاتے ہیں اور ہر

شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ

چیز نزدیک اس کے اندازہ پر ہے

۹ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ

جاننے والا ہے پوشیدہ کا اور ظاہر کا بڑا

الْمُتَعَالِ۔

بلند

۱۰ سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ

برابر ہے تم میں سے جو شخص کہ چھپاوے بات کو اور جو کوئی پکار کر کہے اس کو

وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ

اور جو شخص کہ وہ چھپنے والا ہے رات کو اور راہ چلنے والا ہے دن کو

Marfat.com

رکوع دوسرا

ترجمہ مولانا ابو الکلام آزاد

(۸) اللہ کے علم کا تو یہ حال ہے کہ وہ جانتا ہے کہ ہر مادہ کے پیٹ میں کیا ہے۔ یعنی کیسا
بچہ ہے۔ اور کیوں پیٹ گھٹتے ہیں اور کیوں بڑھتے ہیں یعنی درجہ بدرجہ شکم مادر میں کیسی کیسی
تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس کے یہاں ہر چیز کا ایک اندازہ ٹھیرایا ہوا ہے ؞
(۹) وہ غیب اور شہادت یعنی محسوس اور غیر محسوس دونوں کا جاننے والا ہے۔ سب
سے بڑا بلند مرتبہ ؞
(۱۰) تم میں سے کوئی چپکے سے کوئی بات کہے یا پکار کے کہے۔ رات کی تاریکی میں چھپا ہو
یا دن کی روشنی میں راہ چل رہا ہو۔ ساری حالتیں اس کے لئے یکساں ہیں۔ اس کے علم سے
کوئی بات مخفی نہیں ؞

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۸) اللہ تعالٰی کو سب خبر رہتی ہے جو کچھ کسی عورت کو حمل رہتا ہے۔ اور جو کچھ رحم میں
کمی بیشی ہوتی ہے۔ اور ہر شے اللہ کے نزدیک ایک خاص انداز سے مقرر ہے۔
(۹) وہ تمام پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا جاننے والا ہے۔ سب سے بڑا اور عالی شان ہے ؞
(۱۰) تم میں سے جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو پکار کے کہے اور جو شخص رات میں کہیں
چھپ جاوے اور جو دن میں چلے پھرے یہ سب برابر ہیں ؞

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۸) ہر مادہ جو بچہ پیٹ میں لئے ہوئے ہے۔ اس کو اللہ ہی جانتا ہے۔ اور نیز ہر ایک مادہ
کے پیٹ کا گھٹنا بڑھنا اسی کو معلوم رہتا ہے۔ اور اس کے ہاں ہر ایک چیز کا اندازہ مقرر ہے ؞
(۹) وہی باطن اور ظاہر دونوں کا یکساں جاننے والا ہے سب سے بڑا اور عالی شان ؞
(۱۰) تم لوگوں میں جو شخص کوئی بات چپکے سے کہے اور جو شخص پکار کے کہے۔ اس کے نزدیک

Marfat.com

دونوں برابر اور اسی طرح جو تم میں سے رات کے وقت اندھیرے میں کسی جگہ چھپا بیٹھا ہو۔
اور جو دن دہاڑے سڑک پر چلا جا رہا ہو۔ اُس کے نزدیک سب برابر ہے ⁂

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۸) اللہ کو معلوم ہے۔ کہ جو کچھ ہر مادہ اپنے پیٹ میں لئے ہوئے ہے اور جو کچھ پیٹ میں سکڑتا اور بڑھتا ہے۔ اور ہر چیز اُس کے ہاں ایک اندازہ سے ہے ⁂

(۹) وہ چھپی اور کھلی بات کے جاننے والا بزرگ بلند مرتبہ ہے ⁂

(۱۰) جس کے نزدیک برابر ہے۔ خواہ تم میں سے کوئی چپکے سے کہے، خواہ پکار کے کہے۔ اور خواہ کوئی رات میں مخفی ہو۔ یا دن میں ظاہر ہو کے پھرے ⁂

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۸) کو آیت نمبر ۷ سے بالکل بے تعلق سمجھ کے مترجم صاحبان خیال فرماتے ہیں کہ حاملہ کے پیٹ کے اندر کے حال کا اللہ کو معلوم ہونا ایک نیا مضمون ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے اصل میں آیت نمبر ۸ تا ۱۲ تک سب آیات کافروں کی نشانِ ہلاکت کی طلب کا کسی نہ کسی صورت میں جواب ہیں۔ آپ ان آیات کے ترجمہ کو دوبارہ غور سے پڑھیں اور جو مقدمات نکالے گئے ہیں ان پر اپنے دل ہی میں بحث کریں۔ کہ آیا وہ ٹھیک ہیں یا نہ۔ اگر وہ ٹھیک نہ دکھائی دیویں۔ تو خود ہی ان آیات کا باہم دگر ربط تلاش کریں ⁂

آیت نمبر (۹) و (۱۰) میں اللہ کی غیب دانی کا ذکر ہے۔ آیت نمبر ۱۱ میں فرشتوں کا ذکر ہے۔ جو اللہ کی جانب سے انسان پر اُس کی حفاظت کے لئے معین ہیں۔ پھر یہ بتایا ہے کہ اللہ کسی قوم کی اچھی حالت کو بُرائی سے نہیں بدلتا جب تک وہ خود بُری نہ ہو جاوے۔ مترجم صاحبان ہمیں کچھ نہیں بتاتے کہ فرشتوں کی حفاظت کا یا قوموں کی حالت کے بدلنے کا باقی مضمون کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اللہ ایک مضمون کو چھوڑ کر دوسرے کی طرف اور دوسرے کو چھوڑ کر تیسرے کی طرف ناگہاں چلا جاتا ہے۔ اور مربوط کلام کا اُسے کوئی لحاظ نہیں

ہے۔ اگر آپ کا یہی خیال ہے تو آپ اللہ کے لئے بڑے ظالم ہیں ؂

ترجمہ مولف رسالہ ہٰذا

(۸) حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے۔ اور رحم اپنے حمل میں کیا کمی کر رہے ہیں۔ یا کیا بیشی کر رہے ہیں۔ اللہ ان سب باتوں کو جانتا ہے۔ اس کے پاس ہر چیز کا اندازہ ہے۔ پس اس سے تم سمجھ لو کہ تمہارے عذاب کا علم بھی اللہ کو ہے۔ اور وہ تمہارے ایمان و عمل پر منحصر ہے جو بمنزلہ رحم ہیں۔ اور انہی کے اندر تمہارا عذاب مخفی ہے۔ جو اپنے وقت پر ظاہر ہوگا جس طرح کہ زمانہ کے پیٹ میں آئندہ کے واقعات مخفی ہوتے ہیں۔ اور اپنے وقت پر ظاہر ہوا کرتے ہیں ؂

(۹) وہ حال کی اور آئندہ کی باتیں جانتا ہے۔ وہ بہت بڑا ہے اور بہت بلند ہے ؂

(۱۰) تم میں سے جو بات کو چھپائے اور جو ظاہر کرے جو رات کو چھپ جائے اور جو دن کو چلے اللہ کو سب کی خبر ہے۔ اللہ کے علم میں سب یکساں طور پہ واضح ہیں۔ اس سے تمہارا کوئی عقیدہ اور کوئی فعل مخفی نہیں خواہ وہ ظاہر کرو یا چھپ کے کرو۔ اسی طرح اسے تمہارے عذاب کا وقت بھی معلوم ہے۔ کیونکہ وہ تمہارے اعمال پر مبنی ہوا کرتا ہے ؂

Marfat.com

عربی متن سورۂ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین ؒ

۱۱ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ

واسطے اس کے چوکیدار ہیں ایک کے پیچھے ایک آگے اس کے سے اور پیچھے اس کے سے

يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ

محافظت کرتے ہیں اس کی حکم خدا تعالیٰ سے تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں بدلتا ہے

مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ

اس حالت کو کہ ساتھ کسی قوم کے ہے یہاں تک کہ بدل ڈالیں وہ جو کچھ بیچ جانوں ان کے ہے اور جس وقت

اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ

ارادہ کرتا ہے خدا تعالیٰ ساتھ کسی قوم کے برائی کا پس نہیں پھرنا واسطے اس کے اور نہیں واسطے

مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ۔

ان کے سوائے اس کے کوئی کارساز

۱۲ هُوَ الَّذِيْ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا

وہی ہے جو دکھلاتا ہے تم کو بجلی ڈر سے اور طمع سے

وَّيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ۔

اور پیدا کرتا ہے بادل بھاری

۱۳ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ مِنْ

اور تسبیح کرتا ہے گرجنے والا ساتھ تعریف اس کی کے اور فرشتے

خِيْفَتِهٖ ۚ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَاۗءُ

ڈر اس کے سے اور بھیجتا ہے گرنے والی بجلیاں پس پہنچاتا ہے اس کو جس کو چاہے

وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِي اللّٰهِ ۚ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ

اور وہ جھگڑتے ہیں بیچ اللہ تعالیٰ کے اور وہ سخت عذاب والا ہے ۔

Marfat.com

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۱۱) انسان کے آگے اور پیچھے ایک بعد ایک آنے والی قوتیں ہیں۔ جو اللہ کے حکم سے اُس کی حفاظت کرتی ہیں۔ اللہ کبھی اس حالت کو نہیں بدلتا۔ جو کسی گروہ کو حاصل ہوتی ہے۔ جب تک کہ وہ خود ہی اپنی صلاحیت نہ بدل ڈالے۔ اور پھر جب اللہ جانتا ہے کہ کسی گروہ کو اُس کی تغیر صلاحیت کی پاداش میں مصیبت پہنچے۔ تو مصیبت پہنچ کر ہی رہتی ہے۔ وہ کسی کے ٹالے ٹل نہیں سکتی۔ اور اللہ کے سوا کوئی نہیں جو اُس کا کارساز ہو۔

(۱۲) وہی ہے۔ جو تمہیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے۔ وہ دلوں میں ہراس بھی پیدا کر دیتی ہے اور امید بھی اور وہی ہے جو بادلوں کو پانی سے بوجھل کر دیتا ہے۔

(۱۳) اور بادلوں کی گرج اُس کی ستائش کرتی ہے اور فرشتے بھی اُس کی دہشت سے سرگرم ستائش رہتے ہیں۔ وہ بجلیاں گراتا ہے اور جسے چاہتا ہے۔ ان کی زد میں لے آتا ہے لیکن یہ منکر ہیں کہ اللہ کی قدرت و حکمت کی ان ساری نشانیوں سے آنکھیں بند کئے ہوئے اُس کی ہستی اور یگانگت کے بارہ میں جھگڑ رہے ہیں حالانکہ وہ اپنی قدرت میں بڑا ہی سخت اور اٹل ہے۔

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۱۱) ہر شخص کی حفاظت کے لئے کچھ فرشتے مقرر ہیں جن کی بدلی ہوتی رہتی ہے۔ کچھ اُس کے آگے اور کچھ اُس کے پیچھے کہ وہ بحکم خدا اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی اچھی حالت میں تغیر نہیں کرتا۔ جب تک کہ وہ لوگ خود اپنی صلاحیت کی حالت کو نہیں بدل دیتے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے۔ تو پھر اُس کے ٹلنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اور کوئی خدا کے سوا اس کا مددگار نہیں ہوتا۔

(۱۲) وہ ایسا ہے کہ تم کو بجلی دکھاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہ بادلوں کو بھی بلند کرتا ہے۔ جو پانی سے بھرے ہوتے ہیں۔

(۱۳) اور رعد فرشتہ اُس کی تعریف کے ساتھ اُس کی پاکی بیان کرتا ہے۔ اور دوسرے فرشتے بھی اُس کے خوف سے۔ اور وہ بجلیاں بھیجتا ہے۔ پھر جس پر چاہے گرا دیتا ہے۔

Marfat.com

وہ لوگ اللہ کے باب میں جھگڑتے ہیں۔ حالانکہ وہ بڑا شدید القوت ہے ؛

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۱۱) انسان کسی حالت میں بھی ہو۔ اُس کے آگے اور پیچھے باری باری سے خدا کے موکل لگے رہتے ہیں۔ جو بحکم خدا اُس کی حفاظت کرتے ہیں۔ جو نعمت کسی قوم کو خدا کی طرف سے حاصل ہو۔ جب تک وہ قوم اپنی ذاتی صلاحیت کو نہ بدلے۔ خدا اُس نعمت میں کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں کرتا۔ اور جب خدا کسی قوم پہ ان کے عملوں کی پاداش میں کوئی مصیبت ڈالنی چاہے۔ خدا کے سوا ان لوگوں کا کوئی حامی و مددگار بھی نہیں کھڑا ہوتا

(۱۲) وہی قادر مطلق ہے۔ جو گرنے سے ڈرانے اور نیز بارش کی امید دلانے کے لئے بجلی کی چمک تم لوگوں کو دکھاتا اور پانی سے بھرے ہوئے بوجھل بادلوں کو ابھارتا ہے ؛

(۱۳) اور بادلوں کی گرج اُس کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کرتی اور نیز فرشتے اُس کے ڈر کے مارے اس کی حمد و ثنا میں لگے رہتے ہیں۔ اور وہی آسمان سے بجلیاں بھیجتا ہے۔ پھر اہل زمین میں سے جس پر چاہتا ہے ان کو گرا دیتا ہے۔ اور یہ منکر ایسے ہی خدائے قادر کے بارے میں جھگڑتے ہیں۔ حالانکہ اُس کے داؤ ایسے سخت ہیں جن کا توڑ نہیں ؛

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۱۱) بندہ کے آگے پیچھے باری باری سے پہرہ دار ہیں۔ کہ جو اُس کی بحکم خدا محافظت کرتے ہیں۔ بے شک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بگاڑتا۔ جب تک کہ وہ خود اپنی حالت نہ بگاڑلیں۔ اور جب اللہ کسی قوم کی برائی چاہتا ہے۔ تو پھر اُس کو کوئی روک بھی نہیں سکتا۔ اور نہ کوئی ان کے لئے اُس کے سوا مددگار ہوسکتا ہے ؛

(۱۲) وہی تو ہے جو تمہیں خوف اور امید دلانے کے لئے بجلی دکھاتا اور بھاری بھاری بادلوں کو اُٹھاتا ہے ؛

(۱۳) اور گرج اُس کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتی ہے۔ اور فرشتے بھی اُس کے ڈر سے پاکی بیان کرتے ہیں۔ اور بجلیاں بھیجتا ہے۔ پھر ان کو جس پر چاہتا ہے۔ گرا دیتا ہے۔ اور وہ تو اللہ کے بارہ میں جھگڑتے ہیں۔ حالانکہ وہ بڑا قوت والا ہے ؛

Marfat.com

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۱۳) کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا آزاد مرحوم نشانہائے ہلاکت کو چھوڑ کے اللہ کی ہستی و یگانگت پہ توجہ دلاتے ہیں۔ جو ہمیں صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ قارئین کرام خود غور فرما لیویں۔ اس آیت کے آخر میں یہ فقرہ ہے "وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ۔" یہاں شروع کی واو حالیہ ہے۔ گویا اللہ بجلیوں کے گرانے کی صورت بیان کرتا ہے کہ وہ کن شخصوں پہ بجلی گراتا ہے۔ درمیان کی واو حالیہ نہیں ہے۔ مگر اہل ترجمہ صاحبان نے درمیانی واو کو حالیہ مانا ہے اور شروع کی واو کو عاطفہ۔ اس سے معنوں میں جو تغیر پیدا ہو جاتا ہے اسے آپ خود سوچ لیں۔

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۱۱) خدا کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔ کہ وہ انسان پہ عذاب لے آئے۔ کیونکہ انسان کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں کے پیچھے پے درپے آنیوالے فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں جب وہ حفاظت نہ کریں تو انسان کسی نہ کسی عذاب میں گرفتار ہو جائیگا۔ حفاظت یا عدم حفاظت کا اصول یہ ہے کہ اللہ کسی قوم کی اچھی حالت کو نہیں بدلتا جبتک کہ وہ خود اسے بلحاظ اعمال نہ بدلے لیکن جب وہ کسی قوم کے ساتھ اسکے اپنے اعمال کی خرابی کی وجہ سے برائی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو اسے کوئی ٹال نہیں سکتا۔ اور ان کے لئے اس کے سوائے کوئی مددگار نہیں ہوتا۔

(۱۲) اللہ وہ ہے جو تمہیں بجلی کی چمک دکھاتا ہے جس سے تمہیں بجلی گرنے کا ڈر بھی لگتا ہے۔ اور باران رحمت کی امید بھی ہوتی ہے۔ اور وہی پانی سے لدے ہوئے بادلوں کو پیدا کرتا ہے۔

(۱۳) بادل کی گرج اس کی حمد کا ترانہ گاتی ہے۔ اور فرشتے اس کے خوف سے اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اللہ بجلیوں کو زمین پہ بھیجتا ہے۔ پھر جس پہ چاہتا ہے انہیں گراتا ہے بحالیکہ وہ اللہ کی ذات و صفات کے بارہ میں جھگڑتے ہیں۔ اور اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ وہ بڑی قوت والا ہے۔ اور اپنے منکروں کو جس طرح چاہے۔ عذاب دے سکتا ہے۔ اسی بجلی سے اندازہ کرو کہ اللہ کو عذاب بھیجنے میں کوئی دیر نہیں لگا کرتی۔ اگر تم عذاب کو ٹالنا چاہتے ہو۔ تو خدا کی طرف رجوع کرو۔ اور اسی سے دعا مانگو۔ اپنے دیگر تمام بتوں کو چھوڑ دو۔ یاد رکھو کہ عذاب دینے کیلئے انہیں غیر معمولی حالات کے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں ہے

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدینؒ

(۱۴) لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ

واسطے اُس کے ہے پکارنا سچا اور جن لوگوں کو پکارتے ہیں

مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ

سوائے اس کے نہیں جواب دیتے ان کو ساتھ کسی چیز کے

اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا

مگر جیسے کھولنے والا دونو ہتھیلیاں اپنی کو طرف پانی کے تو کہ پہنچے منہ اُسکے کو اور نہیں

هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا

پہنچنے والا اُس کو اور نہیں دعا کافروں کی مگر

فِيْ ضَلٰلٍ ۔

بیچ گمراہی کے

(۱۵) وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

اور واسطے خدا تعالیٰ کے سجدہ کرتا ہے جو کوئی بیچ آسمانوں کے

وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ

اور زمین کے ہے خوشی اور ناخوشی سے اور پرچھائیاں ان کی

بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۔

بیچ صبح کو اور شام کو

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۱۴) اُس کو پکارنا سچا پکارنا ہے۔ جو لوگ اُس کے سوا دوسروں کو پکارتے ہیں۔ وہ پکارنے والوں کی کچھ نہیں سنتے۔ ان کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک آدمی پیاس کی شدت میں دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے۔ کہ بس اس طرح کرنے سے پانی اُس کے منہ تک پہنچ جاوے گا حالانکہ وہ اس تک پہنچنے والا نہیں۔ اور یقین کرو۔ منکرین حق کی پکار اس کے سوا کچھ نہیں کہ ٹھیرے رستوں میں بھٹکتے پھرنا ؞

(۱۵) اور آسمانوں میں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے اللہ ہی کے آگے سجدے میں گرا ہوا ہے۔ یعنی اللہ کے احکام و قوانین کے آگے جھکے بغیر اُسے چارہ نہیں۔ خوشی سے ہو یا مجبوری سے۔ اور دیکھو ان کے سائے صبح شام کس طرح گھٹتے بڑھتے اور کبھی ادھر کبھی ادھر ہو جایا کرتے ہیں ؞

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۱۴) سچا پکارنا اُس کے لئے خاص ہے اور خدا کے سوا جن کو یہ لوگ پکارتے ہیں۔ وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کر سکتے جتنا پانی اُس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے ہوئے ہو تاکہ وہ اس کے منہ تک اُڑ کر آجاوے اور وہ اُس کے منہ تک از خود آنے والا نہیں۔ اور کافروں کی درخواست ان معبود باطلہ سے کرنا محض بے اثر ہے ؞

(۱۵) اور اللہ ہی کے سامنے سب سر خم کیے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں۔ خوشی سے اور مجبوری سے اور ان کے سائے بھی صبح اور شام کے وقتوں میں ؞

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۱۴) مصیبت پڑے پر اُس کو پکارنا سچا پکارنا ہے۔ اور جو لوگ اُس کے سوائے دوسروں کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کی کچھ نہیں سنتے۔ مگر ویسا ہی پکار سننا جیسے ایک شخص اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے۔ تاکہ پانی آپ سے آپ اُس کے منہ میں اُڑ کر آجاوے

حالانکہ وہ کسی طرح اُس کے منہ تک اُڑ کر آنے والا نہیں۔ اور کافروں کی دعا تو یوں ہی
بھٹکتی پھرا کرتی ہے کوئی اُس کا سننے والا نہیں ❊

(۱۵) اور جس قدر مخلوقات آسمانوں اور زمین میں ہے۔ چار و ناچار سب اللہ ہی کے آگے سر
بسجود ہیں۔ اور اسی طرح صبح شام ان کے سائے ❊

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۱۴) اسی کو پکارنا بجا ہے۔ اور جن کو وہ اُس کے سوا پکارتے ہیں۔ وہ کچھ بھی ان کی نہیں
سنتے۔ مگر جیسا کہ کوئی دور سے پانی کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے۔ کہ اُس کے منہ
میں آجاوے۔ حالانکہ اُس کے منہ تک نہیں پہنچتا۔ اور کافروں کا پکارنا محض رائگاں ہے ❊

(۱۵) اور چار و ناچار اللہ ہی کو آسمانوں والے اور زمین والے سجدہ کرتے ہیں۔ اور
ان کے سائے بھی صبح شام سجدہ کرتے ہیں ❊

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۱۴) میں بظاہر سابقہ مضمون بدل جاتا ہے۔ اس میں اللہ کے بغیر دوسرے
معبودوں سے دعا طلبی کا بیان ہے۔ جو اس وجہ سے کیا گیا کہ انسان کی یہ عام عادت
ہے کہ مصیبت کے وقت وہ اپنے معبودوں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ جب اللہ نے
انھیں ڈرایا۔ کہ وہ کسی وقت ان پر عذاب بھیج سکتا ہے۔ تو یہ بھی بتا دیا کہ ایسے
وقت معبودانِ باطل اُن پر سے کسی مصیبت کو ٹال نہ سکیں گے۔ مترجمین کرام
کے معنوں میں یہ ربط ہمیں دکھائی نہیں دیتا ❊

آیت نمبر (۱۵) میں ظلال کا لفظ آیا ہے۔ ظل کے عام مستعمل معنے سایہ
کے ہیں۔ مگر یہاں سایہ کا معنی موزوں معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس بات کا کوئی
مطلب نہیں۔ کہ آسمانوں اور زمین کے رہنے والوں کے سائے صبح شام خدا کو سجدہ
کرتے ہیں۔ یعنی خدا کے تابع فرمان ہیں۔ ظل کا ایک اور معنی جسم بھی ہے جیسا کہ حضرت
ابن عباسؓ کی حدیث میں درج ہے۔ ان الکافر یسجد لغیر اللہ وظلہ
یسجد للہ۔ اگر یہاں ظلال کا معنی اجسام کریں۔ تو مدعائے ایزدی بالکل

صاف اور واضح ہو جاتا ہے۔ دُنیا میں دو چیزیں ہیں۔ روح اور جسم۔ اللہ اس آیت میں کہتا ہے کہ روح ہو یا جسم ہو۔ دونوں اللہ کے تابع فرمان ہیں۔ ظلال کا معنی "سائے" کرنے کے لئے صبح شام کے الفاظ نے مترجمین کو تقویت دی کیونکہ سایہ صبح کو ایک طرف ہوتا ہے اور شام کو دوسری طرف۔ حالانکہ ان الفاظ سے مقصود "ہر وقت" ہے۔ اُردو میں صبح شام کا یہ استعمال عام ہے۔ مثلاً محبوب کو کہا جاتا ہے۔ میں صبح شام تمہیں یاد کرتا ہوں۔ جس کا مطلب ہے۔ ہر وقت خواہ صبح ہو۔ شام ہو۔ دوپہر ہو۔ رات ہو۔

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۱۴) مصیبت کے وقت اصلی اور سچی دعا صرف اللہ کی بارگاہ میں ہوتی ہے جو آدمی اللہ کے بغیر دوسروں کو پکارتے ہیں۔ وہ ان کو کوئی جواب نہیں دیتے۔ بجز اس کے کہ جیسے کوئی پیاسا ہو اور وہ اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے تاکہ وہ اس کے منہ تک پہنچ جاوے۔ حالانکہ وہ پہنچنے والا نہیں ہوتا۔ اسی طرح کافروں کی دعا کبھی قابل قبول نہیں ہوتی۔

(۱۵) سوچو اور خدا کو مان لو۔ ورنہ ایک دن تمہیں مجبوراً ماننا پڑے گا۔ بھلا تم کیا ہو اور کس شمار میں ہو۔ جب آسمانوں کے اور زمین کے رہنے والے اور ان کے اجسام سب ہر وقت صبح شام خوشی سے ہو یا ناخوشی سے اللہ کے مطیع فرمان ہیں۔ نکوکار خوشی سے اس دُنیا میں جس کا انجام بہشت ہے اور بدکار ناخوشی سے قیامت میں جس کا انجام دوزخ ہے۔

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدینؒ

(۱۶) قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ

کہہ کون ہے پروردگار آسمانوں کا اور زمین کا کہہ

اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ

اللہ کہہ کیا پس پکڑے ہیں تم نے سوائے اس کے کارساز

لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ۭ قُلْ

کہ نہیں اختیار ہیں رکھتے واسطے جانوں اپنی کے نفع اور نہ ضرر کہہ

هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ڏ اَمْ هَلْ

کیا برابر ہوتا ہے اندھا اور دیکھنے والا کیا برابر

تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ڬ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ

ہوتے ہیں اندھیرے اور اجالا کیا مقرر کیا ہے انہوں نے واسطے خدا

شُرَكَاۗءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ

کے شریک کہ پیدا کیا انہوں نے مانند پیدائش اس کی کے پس مل گئی پیدائش

عَلَيْهِمْ ۭ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ

ان پر کہہ کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے پیدا کرنے والا ہر چیز کا اور

هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

وہی ہے اکیلا غالب

Marfat.com

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۱۶) اے پیغمبر! ان لوگوں سے پوچھو آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار کون ہے۔ تم کہو۔ اللہ ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں۔ پھر ان سے کہو۔ جب وہی پروردگار ہے تو پھر یہ کیا ہے کہ تم نے اس کے سوا دوسروں کو اپنا کارساز بنا رکھا ہے۔ جو خود اپنی جانوں کا نفع نقصان بھی اپنے اختیار میں نہیں رکھتے۔ نیز ان سے کہو۔ کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہیں۔ یا ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ اندھیرا اور اجالا برابر ہو جاوے۔ یا پھر یہ بات ہے کہ ان کے ٹھہرائے ہوئے شریکوں نے بھی اسی طرح مخلوقات پیدا کی۔ جس طرح اللہ نے پیدا کی ہے۔ اور اس لئے پیدا کرنے کا معاملہ ان پر مشتبہ ہو گیا۔ کہ صرف اللہ ہی کے لئے نہیں ہے۔ دوسروں کے لئے بھی ہو سکتا ہے۔ تم ان سے کہو۔ اللہ ہی ہے۔ جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ اپنی ساری باتوں میں یگانہ ہے۔ سب کو مغلوب رکھنے والا ہے

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۱۶) آپ کہئے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے۔ آپ ہی کہہ دیجئے کہ اللہ ہے۔ پھر آپ یہ کہئے کہ کیا پھر بھی تم نے خدا کے سوا دوسرے پروردگار بنا رکھے ہیں۔ جو خود اپنی ذات کے نفع نقصان کا اختیار بھی نہیں رکھتے۔ آپ یہ بھی کہئے کہ اندھا اور آنکھوں والا کیا برابر ہو سکتا ہے۔ یا کہیں تاریکی اور روشنی برابر ہو سکتی ہے۔ یا انھوں نے اللہ کے ایسے شریک قرار دے رکھے ہیں کہ انہوں نے بھی کسی چیز کو پیدا کیا ہو۔ جیسا خدا پیدا کرتا ہے۔ پھر ان کو پیدا کرنا ایک سا معلوم ہوا ہو۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔ اور وہی واحد ہے۔ غالب ہے

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۱۶) اے پیغمبر! ان لوگوں سے پوچھو کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ یہ تو اس کا کیا جواب دیں گے۔ تم ہی ان سے کہو۔ کہ آسمانوں اور زمین کا مالک اللہ

Marfat.com

پھر ان سے کہو۔ کیا تم نے اس کے سوا دوسرے دوسرے کارساز بنا رکھے ہیں جو اپنے ذاتی نفع نقصان کے بھی مالک نہیں۔ ان سے کہو بھلا کہیں اندھا اور آنکھوں والا بھی برابر ہو سکتا ہے۔ یا ان لوگوں نے اللہ کے ایسے شریک ٹھہرا رکھے ہیں۔ کہ اس کی سی مخلوقات انھوں نے بھی پیدا کر رکھی ہے۔ اور اب ان کو مخلوقات کے بارہ میں شبہ واقع ہو گیا ہے۔ کہ کس کی پیدا کی ہوئی ہے۔ اے پیغمبر! ان سے کہو کہ اللہ ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اور وہ اکیلا ہے۔ کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور باوجود اس کے سب پر غالب ہے ؛

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۱۶) پوچھو کون ہے۔ آسمانوں اور زمین کا رب۔ کہو اللہ۔ پوچھو۔ پھر کیا تم نے اللہ کے سوا ان چیزوں کو معبود بنا رکھا ہے کہ جو خود اپنے لئے بھی نہ کچھ نفع کی قدرت رکھتے ہیں۔ اور نہ نقصان کی۔ کہو۔ کیا اندھا اور بینا برابر ہیں۔ یا کہیں اندھیریاں اور روشنیاں برابر ہو سکتی ہیں۔ کیا جن کو انھوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے۔ کچھ انھوں نے بھی اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے تب ان کو مخلوق میں اشتباہ دہ پڑے گا۔ کہہ دو۔ ہر چیز کا خالق تو اللہ ہی ہے جو یکتا اور زبردست ہے۔ قہار ہے ؛

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۱۶) میں "قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ" کے الفاظ ہیں۔ عام مترجم صاحبان ھمزۂ استفہام اور ھمزۂ استفہام کے پیچھے جب ف لگی ہو۔ ان دونوں کے درمیان کوئی تمیز نہیں کرتے۔ لیکن ان دونوں میں فرق ہے۔ کیا فرق ہے۔ اُسے ہم بعد میں بتاویں گے۔ اسی آیت میں ایک دوسرا لفظ ھل ہے۔ اس کو بھی مترجم صاحبان ہمزۂ استفہام کے ہم معنی لیتے ہیں۔ حالانکہ ان دونوں کے درمیان مثبت اور منفی کا فرق ہے۔ ھمزہ کا معنی ہے "کیا"۔ اور ھل کا معنی ہے "کیا نہیں"۔ اس کی مفصل بحث بھی بعد میں آوے گی۔ اس آیت میں ایک تیسرا لفظ "اَمْ" ہے۔ اس کا معنی بھی بالعموم ھمزۂ استفہام کے مساوی سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ

Marfat.com

ھمزہ تمام استفہام کا حرف ہے اور اللہ کا لفظ خاص طور پہ استفہام توبیخی وقت استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے ان دونوں کے معنی میں فرق ہونا چاہیئے ؎

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۱۶) اے پیغمبر! آپ کافروں سے پوچھیں کہ آسمانوں کا اور زمین کا پروردگار کون ہے۔ آپ خود ہی جواب دیں۔ کہ جو بھی پروردگار ہے اسی کا نام اللہ ہے۔ آپ پھر پوچھیں۔ کہ تم اس کے بغیر کیوں ایسے مددگار بناتے ہو۔ جو اپنے لئے نہ کسی نفع کا اختیار رکھتے ہیں اور نہ کسی نقصان کا۔ تمہیں انہیوں سے کیا امید ہو سکتی ہے۔ آپ پھر پوچھیں کہ اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہیں تو بہ اندھیرا اور روشنی برابر نہیں ہیں تو ؟ تم کیوں ان باتوں کو نہیں سوچتے۔ کیا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اللہ کے ایسے شریک بنائے ہیں جنھوں نے اللہ کی مخلوقات کی مانند کوئی مخلوق بنائی ہے جس کی وجہ سے اللہ کی پیدائش اور شریکوں کی پیدائش میں ان کے نزدیک کوئی مشابہت ہے۔ اس واسطے انھوں نے ان کو شریک بنا لیا ہے۔ آپ انہیں کہیں کہ جب یہ بات نہیں۔ تو پھر تم کیوں نہیں مانتے کہ سب چیزوں کا خالق صرف اللہ ہے۔ اور وہ اپنی ذات میں محض اکیلا ہے۔ اور سب پر غالب ہے ؎

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین

۱۷ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ اَوْدِيَةٌ

اُتارا ہے اُس نے آسمان سے پانی پس بہے نالے

بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ط

ساتھ اندازے اپنے کے پس اُٹھا لیا رَو نے جھاگ چڑھا ہوا

وَمِمَّا يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ

اور اس چیز سے کہ دھونکتے ہیں اوپر اس کے بیچ آگ کے

ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ اَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهٗ ط

واسطے چاہنے گہنے کے یا اسباب کے جھاگ ہیں مانند اس کی

كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ط

اسی طرح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ حق اور باطل

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَآءً ج وَاَمَّا مَا

پس جو کہ جھاگ ہے پس جاتا رہتا ہے ناکارہ اور جو کہ وہ چیز ہے کہ

يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ

نفع دیتی ہے لوگوں کو پس رہتی ہے بیچ زمین کے اسی طرح

يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ؕ

بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں

Marfat.com

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۱۷) اُسی نے آسمان سے پانی برسایا۔ تو اپنی سمائی کے مطابق وادیاں بہہ نکلیں۔ اور میل کچیل سے جھاگ بن بن کر پانی کی سطح پر اُٹھا۔ تو سیلاب کی رَو اُسے بہالے گئی اور دیکھو اسی طرح کا جھاگ میل کچیل سے اُس وقت بھی اُٹھتا ہے جب لوگ زیور یا کوئی اور چیز بنانے کے لئے دھاتوں کو آگ میں تپاتے ہیں۔ حق اور باطل کے معاملہ کی مثال ایسی ہی سمجھو جو اللہ بیان کر دیتا ہے۔ پس میل کچیل کا جھاگ جو کسی کام کا نہ تھا رائیگاں گیا۔ اور جس چیز میں انسان کے لئے نفع تھا۔ وہ زمین میں رہ گئی۔ اسی طرح اللہ لوگوں کی سمجھ بوجھ کے لئے مثالیں بیان کر دیتا ہے ۔

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۱۷) اللہ تعالٰے نے آسمان سے پانی نازل فرمایا۔ پھر نالے بھر کر اپنی مقدار کے موافق چلنے لگے پھر وہ سیلاب خس و خاشاک کو بہا لایا۔ جو اس پانی کے اوپر آرہا ہے اور جن چیزوں کو آگ کے اندر زیور اور اسباب بنانے کی غرض سے تپاتے ہیں۔ اُس میں بھی ایسا ہی میل کچیل اوپر آجاتا ہے۔ اللہ تعالٰے حق یعنی ایمان وغیرہ اور باطل یعنی کفر وغیرہ کی اسی طرح کی مثال بیان کر رہا ہے۔ سو جو میل کچیل تھا۔ وہ تو پھینک دیا جاتا ہے۔ اور جو چیز لوگوں کے کارآمد ہے۔ وہ دُنیا میں نفع رسانی کے ساتھ رہتی ہے۔ اللہ اسی طرح ہر ضروری مضمون میں مثالیں بیان کرتا ہے ۔

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۱۷) اُسی نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اپنی اپنی سمائی کے قدر نالے بہہ نکلے پھر نالوں میں جو پانی کا ریلا آیا۔ تو جھاگ جو پانی کے اوپر آگیا تھا۔ اُس کو پانی کے ریلے نے اُٹھا کر اپنے آگے دھر لیا۔ اور یہ جو لوگ زیور یا دوسرے سازو سامان کے لئے دھاتوں کو آگ میں تپاتے ہیں۔ اُس میں بھی اسی طرح کا جھاگ یعنی کھوٹ ملا ہوتا ہے۔ اور وہ تپانے سے الگ نکل آتا ہے۔ یوں اللہ حق اور باطل کی مثال بیان

Marfat.com

رہ جاتا ہے۔ کہ پانی حق کی جگہ ہے۔ اور جھاگ باطل کی جگہ۔ سو جھاگ تو رائیگاں جاتا ہے۔ اور پانی جو لوگوں کے کام آتا ہے۔ وہ زمین میں ٹھیرا رہتا ہے۔ الغرض اللہ لوگوں کے سمجھنے کے لیے اسی طرح کی مثالیں بیان فرماتا ہے ؂

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۱۷) جس نے آسمان سے پانی اُتارا۔ پھر اس سے اپنی اپنی مقدار سے نالے بہنے لگے پھر پانی نے اپنے چھوٹے پھولے جھاگ اُٹھائی۔ اور جس چیز کو کہ آگ میں زیور یا اور کسی اسباب بنانے کے لئے پگھلاتے ہیں۔ اُس پہ بھی ویسا ہی جھاگ ہوتا ہے۔ یوں بیان کرتا ہے۔ اللہ حق اور باطل کی مثال۔ پھر جو جھاگ ہے۔ وہ تو یوں ہی رہ جاتا ہے۔ اور جو لوگوں کو فائدہ دیتا ہے۔ یعنی پانی۔ سو وہ زمین میں ٹھیر جاتا ہے۔ اللہ مثالیں یوں بیان کیا کرتا ہے ؂

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۱۷) میں اللہ نے دو مثالیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک بارش کے اندر جھاگ کی۔ دوسری دھاتوں کے اندر کھوٹ کی۔ مترجم صاحبان ہم کو نہیں بتاتے کہ ان مثالوں کے لانے سے منشاء ایزدی کیا ہے۔ مولانا آزاد صاحب ان مثالوں سے بقائے انفع کا قانون ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ اس لئے غلط ہے کہ جھاگ جو بے فائدہ چیز ہے۔ وہ بھی ضائع و برباد نہیں جاتی۔ وہ بھی اپنے عرصہ حیات کے لئے اُسی طرح زمین پہ موجود رہتی ہے جس طرح پانی رہتا ہے۔ صرف اتنا ہی فرق ہے کہ جھاگ اپنی جگہ تبدیل کر کے کسی دوسری جگہ چلی جاتی ہے۔ اور پانی وہیں رہتا ہے۔ جہاں ٹھیر جاتا ہے۔ مگر یہ کہنا کہ جھاگ بے فائدہ چیز ہے۔ اس لئے برباد ہو جاتی ہے صحیح نہیں ؂

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۱۷) وہ آسمان سے پانی برساتا ہے۔ پھر نالے اپنی اپنی مقدار کے مطابق بہہ نکلتے ہیں۔ اور سیلاب اوپر والی جھاگ کو بہالے جاتا ہے۔ اسی طرح

Marfat.com

کی جھاگ ہوتی ہے۔ جب لوگ زیور یا کوئی اور سامان بنانے کے لئے کسی دھات کو آگ میں تپاتے ہیں۔ تو اُس کے اوپر بھی جھاگ آ جاتی ہے۔ بشرطیکہ اُس کے اندر کسی کھوٹ کی آمیزش ہو۔ اللہ اسی طرح سچ اور جھوٹ کی مثال دیتا ہے۔ کہ سچ اصلی دھات ہے۔ اور جھوٹ کھوٹ کی آمیزش ہے۔ پس جھاگ رائیگاں جاتی ہے۔ اور پانی جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ زمین میں ٹھیرا رہتا ہے۔ اللہ اسی طرح مثالیں بیان کرتا ہے۔ ان مثالوں کی تمہارے ساتھ مطابقت یوں ہے کہ ہم نے اپنے رسول پر وحی کے بادل سے ہدایت کی بارش برسائی اور مومنوں نے اسے اپنی اپنی وسعت کے مطابق اپنے اندر لے لیا۔ ان کے دلوں میں جو کچھ باطل پرستی کی جھاگ تھی۔ وہ اس بارش سے بہہ کے رائیگاں چلی گئی۔ اور نیکی طبیعتوں میں باقی رہ گئی یا اسے یوں سمجھو کہ ہمارا رسول ایک سنار ہے۔ اور تمہارے دل سونا ہیں۔ جنہیں وہ خدا کی محبت کے زیور بنانے کو تپاتا ہے۔ اس سونے کے اندر جو کھوٹ ہے۔ وہ اوپر آ جاتا ہے۔ جسے وہ نکال پھینکتا ہے۔ خلوص قلب باقی رہ جاتا ہے۔ جس کے زیور تیار کرکے وہ تمہیں پہناتا ہے ۞

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولٰنا حضرت شاہ رفیع الدینؒ

(۱۸) لِلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنٰى ؔ
واسطے ان لوگوں کے کہ قبول کیا واسطے پروردگار اپنے کے نیکی ہے

وَالَّذِيْنَ لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهٗ لَوْ اَنَّ لَهُمْ
اور جن لوگوں نے کہ نہ قبول کیا واسطے اُس کے اگر ہو واسطے انکے جو کچھ

مَّا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا
کہ بیچ زمین کے ہے سارا اور مانند اُسکے ساتھ اُسکے البتہ بدلا دیویں

بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْحِسَابِ ۙ وَمَاْوٰىهُمْ
ساتھ اُسکے یہ لوگ واسطے ان کے ہے بُرا حساب اور جگہ رہنے ان کی

جَهَنَّمُ ؕ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ع
ہے دوزخ اور بُرا ہے بچھونا

ترجمہ مولٰنا ابوالکلام آزاد

(۱۸) جو لوگ اپنے رب کے احکام کو قبول کرتے ہیں۔ تو ان کے لئے سرتاسر خوبی ہے اور جنہوں نے قبول نہیں کیا۔ ان کے تمام اعمال رائیگاں جائیں گے۔ وہ نامرادی و بدحالی سے کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اگر کرۂ ارض کی تمام دولت ان کے اختیار میں آجائے اور اُسے دگنا کر دیا جائے۔ تو یہ لوگ اپنے بدلہ میں خود اُسے بطور فدیہ کے دے دیویں۔ کہ کسی طرح عذاب نامرادی سے بچاؤ ہو جاوے۔ مگر انہیں ملنے والا نہیں۔ یہی لوگ ہیں۔ جن کے لئے حساب کی سختی ہے اور ٹھکانا جہنم۔ اور جس کا ٹھکانا جہنم ہو۔ تو کیا ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

Marfat.com

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۱۸) جن لوگوں نے اپنے رب کا کہنا مان لیا۔ ان کے واسطے اچھا بدلہ ہے اور جن لوگوں نے اس کا کہنا نہ مانا ان کے پاس اگر تمام دُنیا بھر کی چیزیں موجود ہوں اور (بلکہ) اس کے ساتھ اس کے برابر اور بھی ہو۔ تو وہ سب اپنی رہائی کے لئے دے ڈالیں۔ ان لوگوں کا سخت حساب ہوگا۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بُرا قرارگاہ ہے

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۱۸) جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا کہا مانا۔ ان کے حق میں بہتری ہی بہتری ہے اور جنھوں نے اس کا کہا نہ مانا قیامت کے دن ان کا یہ حال ہوگا کہ جو کچھ روئے زمین پہ ہے۔ اگر وہ سارے کا سارا ان کے اختیار میں ہو۔ اور اس کے ساتھ اتنا اور۔ تو یہ لوگ اپنے بدلے میں اس کو خوشی سے دے ڈالیں۔ یہی لوگ ہیں جن سے بُری طرح یعنی کاوش کے ساتھ حساب لیا جاویگا۔ اور ان کا آخری ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے ۔

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۱۸) جنہوں نے اپنے رب کا کہا مانا۔ ان کے لئے بہتری ہے۔ اور جنہوں نے اسکا کہنا نہ مانا اگر ان کیلئے زمین بھر کی سب چیزیں بھی ہوں اور اُس کے ساتھ اتنا اور بھی ہو۔ تو جرمانہ میں دینا قبول کریں گے۔ قیامت کیا عذاب سے بچنے کیلئے۔ اور انہیں کا بُرا حساب ہے اور انکا ٹھکانا جہنم ہے۔ اور بُرا ٹھکانا ہے ۔

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۱۸) جو لوگ اپنے رب کے احکام کو قبول کرتے ہیں۔ ان کے لئے بھلائیاں ہیں اور جو قبول نہیں کرتے۔ ان کی یہ کیفیت ہوگی کہ اگر ان کو زمین کی تمام نعمتیں مل جائیں اور اتنی ہی اور بھی ہو تیں۔ تو وہ اپنی مخلصی کے لئے ان سب کو فدیہ میں دے دیتے کیونکہ وہی ہیں۔ جن سے بڑا سخت حساب لیا جاوے گا۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے جو بہت بُرا ٹھکانا ہے ۔

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین

رکوع سوم

(۱۹) أَفَمَن يَعْلَمُ أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ
کیا پس جو شخص کہ جانتا ہے کہ جو کچھ اتارا گیا ہے طرف تیری پروردگار تیرے سے
الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۔
سچ ہے مانند اسکے ہے کہ وہ اندھا ہے سوائے اسکے نہیں کہ نصیحت پکڑتے ہیں صاحب عقل کے
(۲۰) الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ ۔
وہ لوگ کہ پورا کرتے ہیں عہد اللہ تعالیٰ کے کو اور نہیں توڑتے عہد کو
(۲۱) وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَن يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ
اور وہ لوگ کہ ملاتے ہیں اس چیز کو کہ حکم کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ساتھ اسکے یہ کہ ملائی جاوے اور ڈرتے ہیں
رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ ۔
پروردگار اپنے سے اور ڈرتے ہیں برائی حساب کے سے
(۲۲) وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَ
اور وہ لوگ ہیں کہ صبر کرتے ہیں واسطے چاہنے رضامندی رب اپنے کے اور
أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا
قائم رکھتے ہیں نماز کو اور خرچ کرتے ہیں اس چیز سے کہ دی ہم نے ان کو پوشیدہ
وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ
اور ظاہر اور دفع کرتے ہیں ساتھ نیکی کے برائی کو
أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ
یہ لوگ واسطے انہیں کے ہے پچھاڑی گھر کی

Marfat.com

رکوع تیسرا

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۱۹) اے پیغمبر! کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ دونوں آدمی برابر ہوجادیں وہ جو یہ بات جان گیا ہے۔ کہ جو بات تجھ پر تیرے پروردگار کی جانب سے اُتری ہے۔ حق ہے اور وہ جو اس حقیقت کے مشاہدہ سے اندھا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہی لوگ سمجھتے بوجھتے ہیں جو دانشمند ہیں۔

(۲۰) یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ اللہ کے ساتھ اپنا عہد عبودیت پورا کرتے ہیں اپنا قول وقرار توڑنے والے نہیں۔

(۲۱) یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ نے جن رشتوں کے جوڑنے کا حکم دیا انہیں جوڑے رکھتے ہیں۔ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں حساب کی سختی کے خیال سے اندیشہ ناک رہتے ہیں۔

(۲۲) یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ سے محبت کرتے ہوئے ہر طرح کی ناگواریوں اور سختیوں میں صبر کیا۔ نماز قائم کی اور جو کچھ روزی انہیں دے رکھی ہے۔ اسی میں سے خرچ کرتے رہے۔ پوشیدگی میں بھی اور کھلے طور پر بھی۔ انہوں نے برائی کے مقابلے میں برائی نہیں کی۔ جب پیش آئے۔ اچھائی ہی سے پیش آئے۔ تو بلاشبہ یہی لوگ ہیں۔ کہ ان کے لئے عاقبت کا گھر ہے۔

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۱۹) جو شخص یہ یقین رکھتا ہو کہ جو کچھ آپ کے رب کی طرف سے آپ پر نازل ہوا ہے۔ وہ سب حق ہے۔ کیا ایسا شخص اس کی طرح ہوسکتا ہے۔ جو کہ اندھا ہے۔ پس نصیحت تو سمجھ دار ہی لوگ قبول کرتے ہیں۔

(۲۰) اور یہ سمجھ دار لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے۔ اس کو پورا کرتے ہیں اور اس عہد کو توڑتے نہیں۔

(۲۱) اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم کیا ہے۔ ان کو قائم رکھتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اور سخت عذاب کا اندیشہ رکھتے ہیں۔

(۲۲) اور یہ لوگ ایسے ہیں کہ اپنے رب کی رضامندی کے جویاں رہ کر مضبوط رہتے ہیں اور

Marfat.com

نمازکی پابندی رکھتے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ان کو روزی دی ہے اسی میں سے چھپکے بھی اور ظاہر کر کے بھی خرچ کرتے ہیں۔ اور بدسلوکی کو حسن سلوک سے ٹال دیتے ہیں۔ اس جہان میں نیک انجام ان لوگوں کے واسطے ہے ؛

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۱۹) اے پیغمبر! بھلا جو شخص اس بات کو سمجھتا ہے کہ قرآن جو تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر اترا ہے۔ برحق ہے۔ کیا یہ شخص اس شخص کی طرح ہے نصیب رہ سکتا ہے۔ جو اندھا ہے۔ اور اس کو صریح بات بھی نہیں سوجھ پڑتی۔ قرآن سے تو بس وہی لوگ نصیحت پکڑتے ہیں۔ جو سمجھ دار ہیں ؛

(۲۰) یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کے ساتھ جو انھوں نے بندہ ہونے کا عہد کر لیا ہے۔ اس کو پورا کرتے ہیں۔ اور اپنے اقرار کو نہیں توڑتے ؛

(۲۱) اور نیز یہ وہ لوگ ہیں۔ کہ خدا نے جن باہمی تعلقات کے جوڑے رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ان کو جوڑے رکھتے اور اپنے پروردگار سے ڈرتے اور قیامت کے دن بُری طرح یعنی کاوش کے ساتھ حساب لئے جانے کا اندیشہ رکھتے ہیں ؛

(۲۲) اور نیز یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے پروردگار کا منہ کر کے دنیا کی تکالیف پر صبر کیا۔ اور نمازیں پڑھیں۔ اور ہم نے جو ان کو رزق دیا تھا اس میں سے چپکے چپکے اور ظاہر طور خدا کی راہ میں خرچ کیا۔ اور برائی کے مقابلے میں لوگوں کے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کی دنیا کا انجام بخیر ہے ؛

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۱۹) پھر کیا وہ شخص جو کہ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ اس کو برحق جانتا ہے اس کے برابر ہے۔ جو اندھا ہے۔ سمجھتے تو عقل والے ہی ہیں ؛

(۲۰) وہ جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں۔ اور عہد کو نہیں توڑتے ؛

(۲۱) وہ کہ جوڑتے ہیں۔ جس کا کہ اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے۔ اور اپنے رب سے ڈرتے اور بُرے حساب سے خوف کرتے رہتے ہیں ؛

Marfat.com

(۲۲) اور وہ کہ جنھوں نے اپنے رب کی رضامندی کے لئے صبر کیا اور نماز قائم کی. اور جو کچھ ہمارے دیئے ہوئے میں سے چھپے اور کھلے دیا. اور برائی کے مقابلے میں بھلائی کرتے رہے۔ انہیں کے لئے دار آخرت ہے ؀

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۲۲) میں اللہ مومنوں کی تعریف میں فرماتا ہے۔ وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ ۔ یہاں مترجمین نے یہ غلطی کی کہ سیئۃ کو عوام الناس کے متعلق سمجھا۔ گویا مترجم صاحبان نے یہ معنی نکالے کہ لوگوں کی برائی کے بدلہ میں ایمان والے لوگ ان سے ساتھ نیکی کرتے ہیں۔ اس معنی میں یہ غلطی ہے کہ عام طور پہ دنیا کا رویہ اس ہدایت پہ کار بند ہونے سے مانع ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض حالتوں میں یہ بڑا اچھا دستور العمل ہے۔ مگر ہر جگہ وہ چل نہیں سکتا اگر چور۔ جھٹے۔ دغا باز۔ فریبی کے ساتھ انسان ہمیشہ نیکی کرتا رہے۔ اور ان کو کوئی سزا نہ دلائے تو تھوڑے ہی عرصہ میں یہ دنیا بھلے آدمیوں کے رہنے کے قابل نہ رہے گی۔ اس لئے اس فقرہ کا معنی یہ ہونا چاہیے کہ مومن آدمی اپنی برائیوں کو نیکیوں کے ساتھ دفع کرتے ہیں یعنی مومن آدمی جب کوئی برائی کرتے ہیں۔ تو پھر نیکی کے ساتھ تلافی مافات کرتے ہیں ؀

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۱۹) جس آدمی کو یہ علم اور یقین ہو کہ آپ پہ اپنے رب کی طرف سے جو کچھ اترا ہے سب سچ ہے کیا وہ اس شخص کی مانند ہو سکتا ہے جو عقل کا اندھا ہو اور اُسے کچھ معلوم نہ ہو۔ اس قرآن سے صرف صاحب عقل لوگ نصیحت حاصل کرتے ہیں ؀

(۲۰) جو اللہ کے عہد کو پورا کرتے ہیں یعنی جو اسلام پہ قائم رہنے کے اقرار کو نہیں توڑتے ؀

(۲۱) اور جس چیز کے ملائے رکھنے کا اللہ نے حکم دیا ہے وہ اُسے ملائے رکھتے ہیں یعنی انکے جو دل میں ہوتا ہے وہی زبان پہ ہوتا ہے اور وہ کوئی منافقت اختیار نہیں کرتے۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی سختی سے خائف ہیں

(۲۲) وہ اپنے مولا کی رضامندی کی طلب میں تکالیف پہ صبر کرتے ہیں۔ اور نماز گذار ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے وہ خفیہ اور علانیہ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ وہ اپنی برائیوں کو بھلائیوں سے دفع کرتے ہیں وہی ہیں جن کے لئے دار آخرت کے انجام کی خوبی ہے

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدینؒ

(۲۳) جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ
بہشتیں ہیں ہمیشہ رہنے کی کہ داخل ہوں گے ان میں وہ اور جو کوئی کہ لائق ہوئے
مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
باپوں ان کے سے اور بیبیوں ان کے سے اور اولاد ان کی سے اور فرشتے
يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ
داخل ہوں گے اوپر ان کے ہر دروازے سے
(۲۴) سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ
سلامتی ہے اوپر تمہارے سبب اسکے کہ صبر کیا تم نے پس اچھی ہے پچھاڑی گھر کی
(۲۵) وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ
اور جو لوگ کہ توڑتے ہیں عہد خدا کا پیچھے مضبوطی
مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ
اس کی کے اور کاٹتے ہیں اس چیز کو کہ حکم کیا ہے اللہ نے بیچ اس کے یہ کہ
يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ
ملائی جاوے اور فساد کرتے ہیں بیچ زمین کے یہ لوگ
لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ
واسطے انکے ہے لعنت اور واسطے ان کے ہے برائی گھر کی
(۲۶) اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيٰوةِ
اللہ تعالیٰ کشادہ کرتا ہے رزق کو واسطے جس کے چاہے اور تنگ کرتا ہے اور خوش ہوئے ساتھ زندگی
الدُّنْيَا وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ
دنیا کے اور نہیں ہے زندگانی دنیا کی بیچ آخرت کے مگر اسباب تھوڑا

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۲۳) ہمیشگی کے باغ ہیں جن میں وہ خود بھی داخل ہوں گے۔ اور ان کے آباؤ اجداد و بیوی
اور اولاد میں سے جو نیک کردار ہوں گے۔ وہ بھی جگہ پائیں گے۔ اور وہاں کی زندگی ایسی
ہوگی کہ ہر دروازہ سے فرشتے ان پہ آدیں گے اور کہیں گے ۞

(۲۴) یہ جو تم نے دنیا کی زندگی میں صبر کیا۔ تو اسی کی وجہ سے آج تم پر سلامتی ہو۔ پھر کیا ہی
اچھا عاقبت کا ٹھکانا ہے۔ جو ان لوگوں کے حصہ میں آیا ۞

(۲۵) اور جن لوگوں کا حال یہ ہے کہ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد پھر اسے توڑ دیتے ہیں
اور جن رشتوں کے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں قطع کر ڈالتے ہیں۔ اور ملک میں شر و فساد برپا
کرتے ہیں۔ تو ایسے ہی لوگ ہیں کہ ان کے لئے لعنت ہے۔ اور ان کے لئے بُرا ٹھکانا ۞

(۲۶) اللہ جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے۔ اور جس کی چاہتا ہے۔ نپی تُلی کر
دیتا ہے۔ لوگ دُنیا کی چند روزہ زندگی اور اس کے عارضی فوائد پہ شادمانیاں کرتے ہیں
حالانکہ دُنیا کی زندگی تو آخرت کی زندگی کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے ۞

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۲۳) یعنی ہمیشہ رہنے کی جنتیں جن میں وہ لوگ بھی داخل ہوں گے۔ اور ان کے ماں
باپ اور بی بیوں اور اولاد میں جو جنت کے لائق ہوں گے۔ وہ بھی داخل ہوں گے۔ اور
فرشتے ان کے پاس ہر سمت کے دروازے سے آتے ہوں گے اور یہ کہتے ہوں گے ۞

(۲۴) کہ تم صحیح سالامت رہو گے۔ بدولت اسی کے کہ تم دین حق پہ مضبوط رہے تھے۔ سو
اس جہان میں تمہارا انجام اچھا ہے ۞

(۲۵) اور جو لوگ خدا تعالےٰ کے معاہدوں کو ان کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ
نے جن علاقوں کے قائم رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ ان کو قطع کرتے ہیں۔ اور دُنیا میں فساد
کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پہ لعنت ہوگی۔ اور ان کے لئے اُس جہان میں خرابی ہوگی ۞

(۲۶) اللہ جس کو چاہتا ہے۔ رزق زیادہ دیتا ہے۔ اور تنگی کر دیتا ہے۔ اور یہ کفار لوگ
دنیوی زندگی پہ اتراتے ہیں۔ اور یہ دنیوی زندگی آخرت کے مقابلے میں بجز ایک متاع قلیل

Marfat.com

ہے اور کچھ بھی نہیں ؂

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۲۳) یعنی ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں۔ جن میں وہ آپ بھی جائیں گے۔ اور ان کے بڑوں اور ان کی بیبیوں اور ان کی اولاد میں سے جو نکوکار ہوں گے۔ سب ان کے ساتھ جائیں گے۔ اور جنت کے ہر دروازہ سے فرشتے ان کے پاس آ آکر ان سے سلام علیک کریں گے اور کہیں گے ؂

(۲۴) کہ دنیا میں جو تم صبر کرتے رہے ہو۔ یہ اسی کا صلہ ہے۔ سو ماشاء اللہ تمہاری دنیا کا بھی کیسا اچھا انجام ہوا ؂

(۲۵) اور جو لوگ خدا کے ساتھ پکا قول و قرار کئے پیچھے عہد شکنی کرتے اور جن باہمی تعلقات کے جوڑے رکھنے کا خدا نے حکم دیا ہے۔ ان کو توڑتے اور ملک میں فساد برپا کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے لئے پھٹکار ہے اور ان کے لئے پھٹکار کے علاوہ بُرا انجام بھی ہے ؂

(۲۶) اللہ جس کی روزی چاہتا ہے۔ فراخ کر دیتا ہے۔ اور جس کی چاہتا ہے نپی تلی کر دیتا ہے اور کفار دنیا ہی کی زندگی سے بڑے خوش ہیں۔ حالانکہ دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں محض بے حقیقت چیز ہے ؂

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۲۳) ہمیشہ رہنے کے باغ کہ جن میں وہ خود بھی رہیں گے۔ اور ان کے باپ دادا اور بیویاں اور اولاد میں سے بھی جو نکوکار ہیں۔ اور ان کو ہر دروازہ سے فرشتے آکر کہیں گے ؂

(۲۴) تم پر سلامتی ہو۔ تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے۔ پھر کیا ہی اچھا آخرت کا گھر ہے ؂

(۲۵) اور وہ جو مستحکم کرنے کے بعد اللہ کے عہد کو توڑ ڈالتے ہیں۔ اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اُس کو توڑتے اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں۔ ان کے لئے لعنت ہے۔ اور ان کے لئے بُرا گھر ہے ؂

(۲۶) اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے۔ اور کفار دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں ہے کیا مگر تھوڑا سا اسباب ؂

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۲۳) ہمیشہ رہنے والے باغ ہوں گے۔ جن میں وہ داخل ہوں گے۔ اور ان کے ساتھ ان کے آباؤ اجداد میں سے بیویوں میں سے اور اولاد میں سے جو نکوکار ہوں گے۔ سب ہوں گے۔ بہشت کے ہر دروازے سے فرشتے ان کے پاس آویں گے ۔

(۲۴) اور کہیں گے۔ السلام علیکم! یہ تمہارے صبر کا معاوضہ ہے جو تم نے دُنیا میں نیکیوں کے حصول اور بُرائیوں کے دفعیہ کے لئے کیا تھا۔ تمہارے لئے دار آخرت کا انجام کتنا اچھا ہے ۔

(۲۵) جو لوگ اللہ کے عہد کو یعنی اسلام پر قائم رہنے کے عہد کو مضبوط باندھنے کے بعد توڑ ڈالتے ہیں۔ یعنی مرتد ہو جاتے ہیں۔ اور جس چیز کو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے یعنی دل اور زبان کی مطابقت کا حکم وہ اُسے کاٹ دیتے ہیں۔ اور نفاق اختیار کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ ان کے لئے اس دُنیا میں بھی لعنت ہے اور آخرت کی بُرائی بھی انہیں کے لئے ہوگی ۔

(۲۶) آخرت کی بُرائی بھلائی کو دُنیا کی بُرائی بھلائی پر قیاس نہ کرو۔ دُنیا کی کیفیت یہ ہے کہ اللہ جس کے لئے چاہتا ہے۔ رزق فراخ کر دیتا ہے۔ اور جس کے لئے چاہتا ہے۔ تنگ کرتا ہے۔ کسی کو تنگی سے آزماتا ہے اور کسی کو فراخی سے۔ اس میں کفر اور ایمان کی کوئی تمیز نہیں۔ مگر کافر اسی دنیاوی زندگی پر خوش ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ دنیاوی زندگی آخرت کے بالمقابل ایک بے حقیقت سامان ہے ۔

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولنا حضرت شاہ رفیع الدینؒ

رکوع چہارم

۲۷ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَآ أُنزِلَ

اور کہتے ہیں وہ لوگ کہ کافر ہوئے کیوں نہ اُتاری گئی

عَلَيْهِ آيَةٌ مِّن رَّبِّهِ ۗ قُلْ إِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ

اوپر اسکے نشانی رب اُسکے سے کہہ تحقیق اللہ تعالےٰ گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے

وَيَهْدِي إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ ۔

اور راہ دکھاتا ہے طرف اپنی اُس شخص کو کہ رجوع کرتا ہے

۲۸ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ ۗ

جو لوگ کہ ایمان لائے اور آرام پکڑتے ہیں دل ان کے ساتھ یاد اللہ تعالےٰ کے

أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

خبردار ہو ساتھ یاد اللہ تعالےٰ کے آرام پکڑتے ہیں دل

۲۹ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ طُوبَىٰ

جو لوگ کہ ایمان لائے اور کام کئے اچھے خوشحالی ہے واسطے

لَهُمْ وَحُسْنُ مَآبٍ

ان کے اور اچھی ہے جگہ پھر جانے کی

Marfat.com

رکوع چوتھا

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۲۷) جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے۔ وہ کہتے ہیں ایسا کیوں نہ ہوا کہ اس شخص پر اُس کے پروردگار کی طرف سے کوئی عجیب و غریب نشانی اُترتی۔ اے پیغمبر! تم کہدو اللہ جسے چاہتا ہے۔ کامیابی و سعادت کی راہ میں گم کردیتا ہے۔ اور جو اُس کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ تو اُسے اپنی طرف بڑھنے کی راہ دکھاتا ہے۔

(۲۸) جو اُس کی طرف رجوع ہوئے تو یہ وہ لوگ ہیں کہ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہو گئے اور یاد رکھو یہ اللہ کا ذکر ہی ہے جس سے دلوں کو چین اور قرار ملتا ہے۔ اور شک و شبہ اور خوف و غم کے سارے کانٹے نکل جاتے ہیں۔

(۲۹) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے تو ان کے لئے خوشحالیاں ہیں۔ اور بالآخر بہت اچھا ٹھکانا۔

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۲۷) اور یہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ان پر کوئی معجزہ ان کے رب کی طرف سے کیوں نہیں نازل کیا گیا۔ آپ کہہ دیجئے کہ واقعی اللہ تعالٰے جس کو چاہیں گمراہ کر دیتے ہیں۔ اور جو شخص ان کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اُس کو اپنی طرف ہدایت کر دیتے ہیں۔

(۲۸) مراد اس سے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوجاتا ہے۔

(۲۹) جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے خوشحالی اور نیک انجامی ہے۔

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۲۷) اور اے پیغمبر! جو لوگ تمہاری رسالت کے منکر ہیں۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس شخص پر یعنی تم پر اُس کے پروردگار کی طرف سے ہمارے خاطر خواہ کوئی معجزہ کیوں نہیں

Marfat.com

اُترا۔ تم ان سے کہو۔ معجزوں سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے۔ گمراہ کرتا ہے۔
اور جو اُس کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ اُس کو اپنی طرف پہنچنے کا رستہ دکھاتا ہے ؞
(۲۸) جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دلوں کو خدا کی یاد سے تسلی ہوتی ہے۔ اور سُن رکھو
کہ خدا کی یاد سے دلوں کو تسلی ہوا ہی کرتی ہے ؞
(۲۹) تو جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل بھی کئے۔ ان کیلئے آخرت میں
خوش حالی ہے اور بہشت کا اچھا ٹھکانا ؞

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۲۷) اور کافر کہتے ہیں کہ اس پر اُس کے رب کے ہاں سے کیوں کوئی بڑا معجزہ نہ اُترا۔
سو کہہ دو۔ اللہ جس کو چاہتا ہے۔ گمراہ کرتا ہے۔ اور جو اُس کی طرف رجوع کرتا ہے۔
اُس کو اپنے تک پہنچنے کا راستہ دکھاتا ہے ؞
(۲۸) ان کو جو ایمان لائے۔ اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے۔ سُن رکھو۔
دلوں کو چین تو اللہ ہی کی یاد سے ہوتا ہے ؞
(۲۹) جو ایمان لائے۔ اور انھوں نے نیک کام بھی کئے۔ ان کے لئے خوشخبری اور
اچھا ٹھکانا ہے ؞

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۲۷) میں کافروں کی خواہش معجزہ کا بیان ہے۔ وہ کہتے تھے۔ اگر رسول مقبول سچا پیغمبر ہے۔ تو ہم کو معجزہ دکھاوے تاکہ ہم ایمان لاویں۔ ان کی ایسی خواہش کے جواب میں اللہ فرماتا ہے۔ کہ اللہ جسے چاہتا ہے۔ گمراہ کرتا ہے۔ اور جو اُس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اُسے وہ ہدایت دیتا ہے۔ کوئی مترجم صاحب ہمیں نہیں بتاتا کہ اس سوال وجواب میں کیا تعلق ہے۔ اگر عوام الناس میں سے ایسے سوال کے جواب میں کوئی ہم کو ایسی ہی بات کہتا۔ تو ہم بلاشبہ اُسے کہتے۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان دیکھئے۔ اس جواب کے ساتھ سوال کے تعلق سمجھنے کی کتنی شدید ضرورت ہے۔ مترجم صاحبان اس تعلق کو ظاہر نہ کرنے سے یقیناً اپنے فرض ترجمہ سے قاصر ہیں ؞

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۲۷) کافر لوگ کہتے ہیں کہ رسول پر اپنے رب کی جانب سے کوئی معجزہ کیوں نہیں نازل ہوا۔ جیسے دیکھ کے ہم ایمان لے آتے۔ آپ انھیں کہیں۔ یہ تمہیں کس نے بتایا ہے۔ کہ معجزات کے دیکھنے سے ایمان آجاتا ہے۔ حالانکہ ایمان کی دولت محض اعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ بد اعمالوں میں سے اللہ جسے چاہتا ہے۔ گمراہ کر دیتا ہے۔ خواہ وہ کتنے ہی معجزات دیکھے۔ اور جو اُس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وہ اسے ہدایت بخشتا ہے۔ خواہ وہ کوئی معجزہ نہ دیکھے ❁

(۲۸) جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے ان کے دل مطمئن رہتے ہیں۔ یاد رکھو کہ دلوں کا اطمینان صرف اللہ کے ذکر سے ہوتا ہے ❁

(۲۹) ہاں! جو لوگ ایمان لاتے ہیں۔ اور نیک کام کرتے ہیں۔ ان کے لئے شادمانی اور خوشحالی ہے۔ اور اچھا ٹھکانا ہے ❁

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولنا حضرت شاہ رفیع الدین

۳۰ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْۤ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَاۤ اُمَمٌ

اسی طرح بھیجا ہم نے تجھ کو بیچ امت کے تحقیق کہ گذر گئی ہیں پہلے اس سے بہت امتیں

لِّتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ الَّذِيْۤ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ

تاکہ پڑھے تو اوپر ان کے وہ چیز کہ وحی کی ہم نے طرف تیری اور وہ کفر کرتے ہیں ساتھ رحمٰن کے

قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ

کہہ وہی ہے پروردگار میرا نہیں کوئی معبود مگر وہ اوپر اسی کے توکل کیا میں نے اور طرف اسی کی ہے توبہ کرنا میرا

ترجمہ مولنا ابوالکلام آزاد

۳۰ اور اے پیغمبر! اسی طرح یہ بات ہوئی کہ ہم نے تجھے ایک امت کی طرف بھیجا جس سے پہلے بہت سی امتیں گذر چکی ہیں۔ اور ان سب میں سچائی کے پیغامبر اپنے اپنے وقتوں میں ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور اس لئے بھیجا کہ جو بات تجھ پر اتاری ہے۔ وہ ان لوگوں کو پڑھ کر سنا دے۔ اور ان کا حال یہ ہے کہ سرے سے خدائے رحمٰن ہی کے قائل نہیں۔ تم ان سے کہہ دو۔ وہی میرا پروردگار ہے۔ کوئی معبود نہیں ہے مگر وہی۔ اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں رجوع ہو رہا ہوں ؛

ترجمہ مولنا اشرف علی صاحب تھانوی

۳۰ اور اسی طرح ہم نے آپ کو ایک ایسی امت میں رسول بنا کے بھیجا ہے۔ کہ اس امت سے پہلے اور بہت سی امتیں گزر چکی ہیں۔ تاکہ آپ ان کو وہ کتاب پڑھ کر سنا دیں۔ جو ہم نے آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجی ہے۔ اور وہ لوگ ایسے بڑے رحمت والے کی ناسپاسی کرتے ہیں۔ آپ فرما دیجیے کہ وہ میرا مربی اور نگہبان ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں میں نے اسی پر بھروسہ کر لیا اور اسی کے پاس مجھ کو جانا ہے ؛

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

۳۰ اے پیغمبر! جس طرح ہم نے اور پیغمبر بھیجے تھے۔ اسی طرح ہم نے تم کو بھی اس زمانہ کے

لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کے بھیجا ہے۔ جن سے پہلے اور لوگ بھی ہو گذرے ہیں۔ اور تمہارے بھیجنے سے غرض یہ ہے کہ جو قرآن تم پہ وحی کے ذریعہ سے ہم نے اُتارا ہے۔ وہ ان کو پڑھ کر سُنا دو۔ اور یہ لوگ نہ صرف تمہاری پیغمبری کے منکر ہیں۔ بلکہ سرے سے خدائے رحمان ہی کے منکر ہیں۔ تم ان سے کہو کہ وہی میرا پروردگار ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اُسی کا بھروسہ رکھتا ہوں۔ اور ہر بات میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ۞

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۳۰) اسی طرح آپ کو بھی ہم نے ایک ایسے گروہ میں بھیجا ہے۔ کہ جن کے پہلے اور بھی امتیں گذری ہیں۔ تاکہ جو آپ کی صرف وحی کیا گیا ہے۔ ان کو پڑھ کر سناؤ۔ اور وہ تو رحمان کا انکار کر رہے ہیں۔ کہہ دو۔ میرا رب وہ ہے کہ جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پہ میں نے توکل کر لیا۔ اور اسی کی طرف جانا ہے ۞

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۳۰) میں شروع میں کَذٰلِکَ ہے۔ کَذٰلِکَ کا معنی ہے اُسکی مانند۔ مترجم صاحبان ہمیں نہیں بتاتے۔ کہ یہاں اشارہ کس کی طرف ہے۔ اور کَذٰلِکَ کا کیا مقصد ہے۔ اسی آیت میں خدا کے لئے رحمٰن کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اللہ اور رب جو عام مستعمل لفظ ہیں۔ انکو چھوڑ کر کیوں رحمٰن نام لیا گیا ہے۔ اس کی وجہ بتانے سے بھی مترجم صاحبان قاصر ہیں ۞

ترجمہ مؤلف رسالہ ہذا

(۳۰) اسی طرح یعنی کافروں کے اعتراضات کے باوجود کہ پیغمبر بھیجنے کی کیا ضرورت تھی ہم نے آپ کو ایک ایسی اُمت میں بھیجا ہے جس سے پہلے کئی اُمتیں گذر چکی ہیں۔ تاکہ ہماری وحی نازل کردہ کو آپ انکے سامنے پڑھیں۔ حالانکہ وہ رحمان سے منکر ہیں اور نہیں مانتے کہ ہماری بلا بدل رحمت کا یہی تقاضا تھا کہ ہم ان کی ہدایت کے اسباب پیدا کریں اس کے علاوہ ہمیں پیغمبر بھیجنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ آپ انہیں کہیں اگر تم ایمان نہیں لاتے تو نہ لاؤ۔ اللہ میرا رب ہے۔ اُس کے بغیر کوئی معبود نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور اسی کی طرف میری ساری توجہ ہے۔ وہ جس طرح چاہے گا۔ اپنے دین کی حمایت کریگا ۞

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین رح

(۱۲) وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ

اور اگر کوئی قرآن ہوتا کہ چلائے جاتے ساتھ اس کے پہاڑ

اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ

یا کاٹی جاتی ساتھ اس کے زمین یا بلائے جاتے ساتھ اس کے

الْمَوْتٰى ط بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ط اَفَلَمْ يَايْئَسِ

مردے تو بھی نہ ایمان لاتے - بلکہ واسطے خدا کے ہے کام سارا کیا پس نہیں خاطر نا امید ہو

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ لَّوْ يَشَاۗءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ

وہ لوگ کہ ایمان لائے ہیں یہ کہ اگر چاہتا اللہ تعالیٰ البتہ ہدایت کرتا لوگوں کو

جَمِيْعًا ط وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ

سب کو اور ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ جو کافر ہوئے ہیں پہنچتی جاوے گی

بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا

ان کو بسبب اس کے جو کرتے ہیں مصیبت یا اترے گی نزدیک

مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ط اِنَّ

گھر ان کے سے یہاں تک کہ آوے وعدہ اللہ تعالیٰ کا تحقیق

اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ع

اللہ تعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدہ

Marfat.com

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۳۱) اور دیکھو۔ اگر ایسا ہو سکتا کہ کسی قرآن سے پہاڑ چلنے لگتے یا زمین کی بڑی بڑی مسافتیں طے ہو جاتیں یا مُردے بول اُٹھتے۔ تو ضرور اس قرآن سے بھی ایسا ہوتا۔ مگر نہیں ساری باتوں کا اختیار اللہ ہی کو ہے۔ اور اس کی یہ سُنت نہیں۔ کہ ایسا کرے۔ وہ اپنا کلام ارشاد و ہدایت کے لئے نازل کرتا ہے۔ نہ کہ عجائب آفرینیوں کے لئے۔ پھر جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ کیا وہ اس بات سے مایوس نہیں ہو گئے۔ کہ نہ ماننے والے کبھی ماننے والے نہیں۔ کیا انھوں نے یہ بات نہیں پالی۔ کہ اگر اللہ چاہتا۔ تو تمام انسانوں کو ایک ہی راہ حق دکھا دیتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں چاہا۔ اس کی حکمت کا فیصلہ یہی ہوا کہ یہاں استعداد و عمل کی آزمائشیں ہوں اور جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے۔ وہ یوں ماننے والے نہیں۔ انہیں ان کے کرتوتوں کی پاداش میں کوئی نہ کوئی سخت عقوبت پہنچتی ہی رہے گی۔ یا ایسا ہوگا کہ ان کے ٹھکانے کے قریب ہی نازل ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ وقت آجائے۔ جب اللہ کا وعدہ ظہور میں آنے والا ہے۔ بلا شبہ اس کا وعدہ سچا ہے وہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۳۱) اور اگر کوئی ایسا قرآن ہوتا جس کے ذریعہ سے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیئے جاتے یا اس کے ذریعہ سے زمین جلدی جلدی طے ہو جاتی۔ یا اس کے ذریعہ سے مُردوں کے ساتھ کسی کو باتیں کرا دی جاتیں۔ تب بھی یہ لوگ ایمان نہ لاتے۔ بلکہ سارا اختیار خاص اللہ ہی کو ہے۔ کیا یہ سُن کر پھر بھی ایمان والوں کو اس بات میں دل جمعی نہیں ہوئی کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا۔ تو تمام دُنیا بھر کے آدمیوں کو ہدایت کر دیتا۔ اور یہ تو کافر تو ہمیشہ آئے دن اس حالت میں رہتے ہیں۔ کہ ان کے بدکرداروں کے سبب ان پر کوئی نہ کوئی حادثہ پڑتا رہتا ہے یا ان کی بستی کے قریب نازل ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجائے گا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۳۱) اور اگر کوئی قرآن ایسا بھی نازل ہوا ہوتا جس کی برکت سے پہاڑ چلنے لگتے۔ یا اس کی برکت سے زمین کی مسافت بآسانی طے کی جاسکتی۔ یا اس کی برکت سے مُردوں کے ساتھ گفتگو ہوسکتی تو بھی یہ لوگ راہ راست اختیار کرنے والے نہیں تھے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ سارا اختیار اللہ ہی کو ہے۔ تو کیا ابھی مسلمانوں کو صبر نہیں آیا۔ کہ اگر خدا چاہتا۔ تو سب لوگوں کو ہدایت کر دیتا۔ اور جو لوگ منکر ہیں یعنی کفار مکہ ان کو ان کے کرتوت کی سزا میں کوئی نہ کوئی مصیبت پہنچتی ہی رہے گی۔ جو ان سب کو کھڑکاتی رہے گی۔ یا ان کو نہ پہنچے گی تو ان کے رہنے کی بستی کے آس پاس آنازل ہوگی۔ یہاں تک کہ خدا کا آخری وعدہ فتح مکہ آپورا ہو۔ کچھ شک نہیں کہ خدا وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا ؞

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۳۱) اور اگر کوئی ایسا قرآن نازل ہوا ہوتا۔ کہ جس سے پہاڑ ٹل جاتے یا اس سے زمین کی مسافت قطع کی جاتی یا اس سے مُردے بول اٹھتے۔ تو بھی نہ مانتے۔ بلکہ سب کام اللہ ہی کے بس میں ہیں۔ پھر کیا ایمان والے اس بات سے نا امید ہو گئے کہ اگر اللہ چاہتا۔ تو سب آدمیوں کو ہدایت کر دیتا۔ اور کافروں پر تو ہمیشہ ان کی بداعمالی سے کوئی نہ کوئی مصیبت پہنچتی رہے گی۔ یا وہ ان کے گھر کے دروازوں پر آترا کرے گی۔ یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو۔ بے شک اللہ وعدہ خلافی نہیں کیا کرتا ؞

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۳۱) نہایت مہتم بالشان آیت ہے اور اس میں قرآن کریم کی انتہائی عظمت کا اظہار ہے لیکن افسوس ہے۔ کہ مترجم صاحبان نے اپنے ترجمہ میں اس عظمت کو بالکل ضائع کر دیا ہے۔ آیت مذکورہ لفظ لو شرطیہ کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ جزا محذوف ہے۔ وہ کیا جزا ہے۔ صاف سمجھا جاتا ہے کہ جزا ہے" تو وہی ہے"

Marfat.com

گویا اللہ تعالٰی نے قرآن سے ان باتوں کی نفی نہیں کی۔ بلکہ فرمایا کہ اگر کوئی قرآن دُنیا میں ایسا ہے۔ کہ اُس سے یہ تمام عجائب و غرائب باتیں جو تم کہتے ہو۔ ہو جاویں تو وہ یہی ہے۔ اس آیت کے ترجمہ میں مترجم صاحبان لکھتے ہیں " اگر کوئی ایسا قرآن نازل ہوا ہوتا .... الخ "۔ گویا وہ دوسرے الفاظ میں یہ کہتے ہیں کہ ایسا قرآن نازل نہیں ہوا۔ یا ایسا قرآن نازل نہیں ہو سکتا۔ خاکسار کے خیال میں یہ مقصود الٰہی نہیں۔ ہم جب کسی شخص کی عدل پروری کی نسبت کہتے ہیں " اگر دُنیا میں کوئی انصاف ہے۔ تو یہی ہے "۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا۔ کہ انصاف دُنیا میں کسی جگہ نہیں ہے۔ فی الاصل اس آیت میں بل کا لفظ کسی حد تک مغالطہ انگیز ہے۔ بل کے معنی عربی زبان میں دو طرح کے ہیں۔ اگر منفی کلام کے بعد آئے تو اُس کی نفی کر کے اُس کی بجائے ایک دوسری صورت قائم کرتا ہے۔ اور اگر مثبت کلام کے بعد آوے۔ تو اُسے نہ صرف ثابت و قائم رکھتا ہے۔ بلکہ اُس سے زیادہ ترقی کرتا ہے۔ کلام پاک میں دونوں معنوں کی مثالیں کثرت سے ہیں۔ یہاں بل کا لفظ قسم دوم میں داخل ہے۔ نہ کہ قسم اول میں۔ مشرک جتنی باتیں کہتے ہیں۔ وہ سب بلکہ ان سے بھی زائد قرآن کریم سے ظہور پذیر ہو سکتی ہیں۔ اس کا ثبوت ہر زمانے کے اولیاء اللہ کی کرامات سے ملتا ہے۔ چنانچہ کچھ مدت گذری کہ قصبہ تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خاں۔ پنجاب میں قرآن کریم ہی کے ذریعہ سے خواجہ سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے دریا سندھ کو عین طغیانی کے موسم میں جب کہ اُس کا پاٹ سمندر کے موافق حد نظر تک پھیلا ہوا تھا۔ اور دریا کی لہریں روانی کے جوش میں ایک دوسرے کے اوپر چڑھ رہی تھیں۔ پایاب کر کے اپنے مریدوں کو پیدل گذار دیا تھا۔ یہ واقعہ کچھ بہت دور زمانے کا نہیں ہے۔ ایسے لوگ ابھی حال تک زندہ تھے جنھوں نے اس واقعہ کو ایسے لوگوں سے سُنا جنھوں نے بچشم خود دیکھا تھا۔ یا شریک واقعہ تھے۔ وہ کہتے تھے جب مریدان باصفا دریا سے گذر رہے تھے۔ تو خواجہ صاحب دریا کے کنارے پر بیٹھے ہوئے قرآن پڑھ رہے تھے۔

اسی آیت نمبر ۳۱ میں افلم یایئس الذین اٰمنوا کا پریشان جملہ ہے جس نے بالعموم تمام مترجموں کو پریشان کر رکھا ہے۔ انھوں نے بالآخر اُس

کا حل یہ تجویز کیا۔ کہ یاٴس کا معنی علم حاصل کرنے کا ہے۔ گویا " افلم بائیئس" قائم مقام ہے " افلم یعلم " کے۔ یاٴس کا معنی علم بالکل انوکھی بات ہے۔ چاروں مترجموں نے اس آیت کے جو معنی کئے ہیں۔ آپ انھیں غور سے پڑھیں۔ وہ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ مثلاً

(۱) مولانا ابوالکلام آزاد صاحب یوں معنی کرتے ہیں " کیا ایمان والے اس بات سے مایوس نہیں ہوگئے "۔

(۲) مولانا اشرف علی صاحب لکھتے ہیں " کیا ایمان والوں کو اس بات میں دلجمعی نہیں ہوئی "۔

(۳) مولانا عبدالحق صاحب فرماتے ہیں " کیا ایمان والے اس بات سے ناامید ہوگئے ہیں "۔

(۴) حافظ نذیر احمد صاحب کہتے ہیں " کیا مسلمانوں کو صبر نہیں آیا "۔

آپ دیکھیں کہ ان ترجموں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے سے نہیں ملتا۔ بلکہ بعض تو ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ چنانچہ مولانا ابوالکلام صاحب اور مولانا عبدالحق صاحب متضاد چلتے ہیں۔ مولانا آزاد کا ترجمہ خاص طور پر قابل غور ہے۔ وہ فرماتے ہیں :-

" جو لوگ ایمان لائے ہیں۔ کیا وہ اس بات سے مایوس نہیں ہوگئے۔ کہ نہ ماننے والے کبھی ماننے والے نہیں۔ کیا انھوں نے یہ بات نہیں پالی کہ اگر اللہ چاہتا تو تمام انسانوں کو ایک ہی راہ حق دکھا دیتا۔ مگر اس نے ایسا نہیں چاہا "۔

مولانا صاحب کے اس ترجمہ کا سمجھنا ریاضی کے کسی مشکل سوال کے حل کرنے کے برابر ہے قارئین کرام سمجھنے کی کوشش کریں۔ شاید کچھ پتہ لگ جاوے۔ اس آیت کے سمجھنے میں جو اشکال ہے۔ زیادہ تر اس امر میں ہے۔ کہ استفہام انکاری سے قطع نظر اس میں دو نفیاں ہیں۔ ایک حرف لم میں اور دوسری لفظ یاٴس میں جس کا معنی ہے ناامیدی یعنی امید کی نفی۔ قاعدہ ہے کہ جب دو نفیاں ایک ہی جملہ میں آجاویں۔ تو ان کا مفہوم مثبت کا ہو جاتا ہے۔ جیسے ایک شخص نے عدالت میں بیان دیا " کوئی نہیں کہتا کہ زید نے نہیں مارا "۔ منطق کی رُو سے اس کے مفہوم میں خواہ کچھ ہی بحث کیوں نہ کی جاوے مگر اس سے عام طور پر یہی سمجھا جاوے گا۔ کہ زید نے مارا ہے۔ اسی طرح جب کہا جاتا ہے کہ ایمان دار لوگ مایوس نہ ہوئے۔ تو اس کا مفہوم یہی ہے کہ ایمان دار لوگ آس لگائے تھے جب اس پر آلتِ استفہامیہ داخل ہووے۔ تو اُس کا معنی ہوا کیا ایمان دار آس لگائے تھے

گویا کافروں کی اس خواہش سے کہ وہ معجزات کے دیکھنے کے بعد ایمان لاویں گے۔ ایمانداروں کو اس بات سے ناامید ہو جانا چاہئے۔ کہ اگر اللہ چاہے گا۔ تو ان کو ہدایت مل جاوے گی۔ یہ مقصود ایزدی کسی مترجم کے ترجمہ سے واضح نہیں ہوتا۔

آیت کے شروع شروع میں جو لَو شرط کا حرف ہے۔ اُس کی جزا بھی مختلف مترجمین نے اپنے اپنے مذاق کے مطابق مختلف نکالی ہے۔ مولٰنا ابوالکلام صاحب یہ جزا نکالتے ہیں "تو ضرور اس قرآن سے بھی ایسا ہوتا" باقی تینوں مترجمین کہتے ہیں کہ جزا یہ ہے "تو بھی کافر لوگ ایمان نہ لاتے" میں ہرگز ہرگز اس بات کا دعویدا نہیں کہ میں نے جو جزا نکالی ہے وہی ٹھیک ہے میں صرف قارئین کرام سے انصاف کا طالب ہوں کہ وہ خود ہی غور فرماویں۔ اور صحیح غلط کا فیصلہ خود کریں۔

تو و طوبیٰ و ما و قامت یار — فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

ترجمہ مؤلف رسالہ ہذا

(۳۱) تم قرآن سے مختلف مطالبات کرتے ہو مگر ان کو پورا نہ کیا جائے گا۔ نہ اس واسطے کہ قرآن میں ان کے پورا کرنے کی طاقت نہیں۔ بلکہ اس واسطے کہ خدا کو منظور نہیں اور منظور اس واسطے نہیں کہ تم نے ایمان اور قرآن کو عجائب آفرینیوں کا کھیل بنا لیا ہے۔ ورنہ فی الحقیقت اگر کوئی ایسا قرآن دنیا میں ہے جس کے ذریعہ مکہ کے ارد گرد کے پہاڑ دور ہو جاویں۔ یا زمین یعنی ارض شام کی مسافت کاٹ دی جاوے اور وہ فاصلہ جلدی سے طے ہو جاوے۔ یا مُردوں کے ساتھ بات چیت کی جاوے۔ جیسا کہ تم چاہتے ہو تو وہ یہی قرآن ہے۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ سب باتیں اللہ کے اختیار میں ہیں۔ اور وہ قرآن کے ذریعہ بڑے بڑے نشان دکھا سکتا ہے۔ پس کیا کفار کی ان باتوں کے سننے کے بعد ایماندار اس بات سے ناامید نہیں ہو گئے کہ اگر اللہ چاہے گا۔ تو وہ تمام لوگوں کو ہدایت دے دے گا۔ ان کو یہ امید چھوڑ دینی چاہئے۔ کیونکہ کافروں کے اعمال و اقوال ایسی مشیت ایزدی کے مستحق نہیں۔ کافروں کو اپنے اعمال کی وجہ سے کوئی نہ کوئی مصیبت ہمیشہ پہنچتی رہے گی۔ یا ان کے گھروں کے قریب نازل ہوتی رہے گی۔ تا آنکہ اللہ کا وعدہ ان کی مغلوبیت کی نسبت آجاوے گا۔ بے شک اللہ وعدہ خلاف نہیں ہے۔

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین

رکوع پنجم

﴿۳۲﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ

اور البتہ تحقیق ٹھٹھا کیا گیا ساتھ پیغمبروں کے پہلے تجھ سے

فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ ۖ

پس ڈھیل دی میں نے واسطے ان لوگوں کے جو کافر ہوئے تھے پھر پکڑ لیا ہم نے ان کو

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ

پس کیونکر تھا عذاب میرا

﴿۳۳﴾ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلَىٰ كُلِّ نَفْسٍ

کیا پس جو شخص کہ وہ کھڑا ہے اوپر ہر جان کے یعنی خبردار ہے

بِمَا كَسَبَتْ ۗ وَجَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ

ساتھ اس چیز کے کہ کماتے ہیں اور مقرر کرتے ہیں واسطے اللہ کے شریک کہہ نام رکھو ان کے

أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ

کیا خبردار کرتے ہو تم اسکو ساتھ اس چیز کے کہ نہیں جانتا بیچ زمین کے یا ساتھ ظاہری کے

الْقَوْلِ ۗ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ

بات سے بلکہ زینت دیا گیا ہے واسطے ان لوگوں کے کہ کافر ہوئے مکر ان کا اور بند کیے گئے

السَّبِيلِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ

راہ سے اور جس کو گمراہ کرے اللہ پس نہیں واسطے اسکے کوئی راہ دکھانے والا

Marfat.com

رکوع پانچواں

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۳۲) اے پیغمبر! تجھ سے پہلے بھی ایسا ہو چکا ہے کہ پیغمبروں کی ہنسی اڑائی گئی اور ہم نے اپنے مقررہ قانون کے مطابق پہلے انہیں ڈھیل دی۔ پھر گرفتار کر لیا۔ تو دیکھو ہمارا ٹھہرایا ہوا بدلہ کیسا تھا اور کس طرح ظہور میں آیا ؞

(۳۳) پھر جس ہستی کے علم و احاطہ کا یہ حال ہے کہ ہر جان پر نگاہ رکھتی ہے کہ اس نے اپنے عملوں سے کیسی کمائی کی۔ وہ کیا ان ہستیوں کی طرح سمجھ لی جا سکتی ہے جنہیں ان لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے۔ اور انھوں نے اللہ کے لئے شریک ٹھہرا رکھے ہیں۔ اے پیغمبر! اُن سے پوچھو وہ کون ہیں۔ ان کے اوصاف بیان کرو۔ یا پھر تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دینی چاہتے ہو۔ جو خود اُسے بھی معلوم نہیں۔ کہ زمین میں کہاں ہے۔ یا پھر محض ایک دکھاوے کی بات ہے۔ جس کی تہ میں کوئی اصلیت نہیں۔ اصل یہ ہے کہ منکروں کی نگاہوں میں ان کی مکاریاں خوش نما بن گئیں۔ اور راہ حق میں قدم اٹھانے سے رُک گئے۔ اور جس پہ اللہ کامیابی کی راہ بند کر دے تو کون ہے جو اسے راہ دکھانے والا ہو سکتا ہے ؞

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۳۲) اور بہت سے پیغمبروں کے ساتھ جو آپ کے قبل ہو چکے ہیں۔ استہزا ہو چکا ہے پھر میں ان کافروں کو مہلت دیتا رہا۔ پھر میں نے ان پر دارو گیر کی سو میری سزا کس طرح کی تھی ؞

(۳۳) پھر بھی کیا جو خدا ہر شخص کے اعمال پر مطلع ہو۔ اور ان لوگوں کے شرکاء برابر ہو سکتے ہیں اور ان لوگوں نے خدا کے لئے شرکاء تجویز کئے ہیں۔ آپ کہئے کہ ذرا ان شرکاء کا نام تو لو۔ تو کیا تم اللہ تعالےٰ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو۔ کہ دنیا بھر میں اُس کے وجود کی خبر اللہ تعالےٰ کو نہ ہو۔ یا محض ظاہری لفظ کے اعتبار سے ان کو شریک کہتے ہو۔ بلکہ کافروں کو اپنے مغالطہ کی باتیں مرغوب معلوم ہوتی ہیں۔ اور اسی وجہ سے یہ لوگ راہ حق سے محروم رہ گئے ہیں۔ اور جس کو خدا تعالےٰ گمراہی میں رکھے۔ اُس کو کوئی راہ پر لانے والا نہیں ؞

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۳۲) اور اے پیغمبر! تم سے پہلے بھی پیغمبروں کی ہنسی اڑائی جا چکی ہے۔ تو ہم نے چند روز منکروں کو مہلت دی۔ پھر آخر کار ان کو دھر پکڑا۔ تو تم نے دیکھا کہ ہماری سزا کیسی سخت تھی ؎

(۳۳) تو کیا جو خدا ہر ایک شخص سے اعمال کی خبر رکھتا ہے۔ ان کو بے سزا دیے چھوڑ دے گا۔ اور یہ لوگ اللہ کے لئے دوسرے دوسرے شریک ٹھہراتے ہیں۔ اے پیغمبر! ان سے کہو کہ تم ان شریکوں کے نام تو لو۔ یا تم خدا کو ایسے شریکوں کے ہونے کی خبر دیتے ہو جن کو وہ جانتا تک نہیں۔ کہ زمین میں کدھر بستے ہیں۔ یا نری اوپری بے اصل باتیں بناتے ہو۔ بات یہ ہے کہ منکروں کو اپنی چالاکیاں بھلی معلوم ہوتی ہیں۔ اور دین کی راہ راست سے رکے ہوئے ہیں۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے۔ تو کوئی اس کا راہ دکھانے والا نہیں ؎

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۳۲) اور البتہ آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ ہنسی کی گئی ہے۔ پھر ہم نے منکروں کو مہلت دی۔ پھر ان کو پکڑ لیا۔ پھر دیکھو ہمارا کیسا عذاب تھا ؎

(۳۳) پھر کیا وہ شخص جو ہر ایک کے سر پہ کھڑا ہے۔ بدلہ دینے میں بتوں کے برابر ہے۔ اور انہوں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں۔ کہہ۔ ان کے نام تو بتاؤ۔ کیا اللہ کو وہ بات جتلاتے ہو کہ جس کو وہ روئے زمین پر بھی نہیں جانتا۔ یا یوں ہی باتیں بناتے ہو۔ کچھ نہیں۔ بلکہ کافروں کے فریب ان کو بھلے معلوم کرائے گئے۔ اور وہ راستے سے روکے گئے ہیں۔ اور جس کو اللہ گمراہ کرے۔ پھر اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں ؎

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۳۳) میں **مَن** کا لفظ ہے۔ اسے تمام مترجمین نے **مَن** موصولہ سمجھا ہے۔ خاکسار کے خیال میں یہ **مَن** استفہامیہ ہے۔ نہ کہ موصولہ۔ اس کے بعد کا تمام مضمون **مَن** کے استفہامیہ ہونے پر دلالت کر رہا ہے۔ اللہ یہاں پوچھتا ہے کہ وہ کون ہے جو لوگوں کے اعمال کا محافظ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس سوال کے جواب

Marfat.com

میں اللہ کے سوا کوئی اور نام نہیں لیا جا سکتا۔ حالانکہ کافروں نے اللہ کے شریک رکھے ہیں ÷

من کو موصولہ جان کے جو جواب صلہ مترجم صاحبان نے نکالا ہے۔ وہ باہمی مختلف مولانا آزاد صاحب اور مولوی اشرف علی صاحب ایک طرف جاتے ہیں اور باقی دو صاحبان دوسری طرف۔ یہ اختلاف رفع کرنے کے قابل ہے ÷

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۳۲) آپ سے پہلے بھی رسولوں کے ساتھ استہزا کیا گیا۔ مگر میں نے کافروں کو مہلت دی۔ جب وہ کافی عرصہ تک راہ راست پر نہ آئے۔ تو ان کو پکڑا۔ دیکھو۔ میری پکڑ کیسی اور کتنی سخت ہے ÷

(۳۳) کیوں ؟ وہ کون ہے جو ہر نفس کے اعمال کا محافظ ہے۔ حالانکہ کافروں نے اللہ کے شریک بنا رکھے ہیں۔ آپ انھیں کہیں تم ان شریکوں کے نام بتاؤ۔ اور ان کے کام گنو۔ کیا ہو سکتا ہے کہ تم ان کو جانتے ہو اور اللہ نہیں جانتا۔ اور تم اللہ کو ایسی بات کی خبر دیتے ہو۔ جس کے زمین میں ہونے کا علم اللہ کو نہیں ہے۔ یا یہ کوئی ایسی بات ہے جو ظاہر ہے۔ اور جسے سب لوگ جانتے ہیں۔ کچھ بھی ہو۔ اللہ ان کو ضرور جانتا۔ حقیقت میں کچھ بھی نہیں۔ کافروں کی چالیں ہیں۔ ان کی چالوں کو ان کی آنکھوں میں اچھا کر کے دکھایا جاتا ہے۔ وہ ان چالوں سے اللہ کے راستے سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ انہی چالوں کی وجہ سے اللہ نے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ اور جسے وہ گمراہ کرتا ہے۔ اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا ÷

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین رحمۃ

(٣٤) لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ

واسطے ان کے عذاب ہے بیچ زندگانی دنیا کے اور البتہ عذاب آخرت کا

اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ

بہت شاق ہے اور نہیں واسطے ان کے اللہ سے کوئی بچانے والا

(٣٥) مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ تَجْرِيْ مِنْ

صفت اس بہشت کی کہ وعدہ کئے گئے ہیں پرہیزگار چلتی ہیں

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ

نیچے ان کے نہریں میوہ اسکا ہمیشہ ہے اور سایہ اس کا ۔ یہ ہے آخر ان لوگوں کا کہ

اتَّقَوْا وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ

پرہیزگار ہیں اور آخر کام کافروں کا آگ ہے

(٣٦) وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ

اور جو لوگ کہ دی ہم نے ان کو کتاب خوش ہوتے ہیں

بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ

ساتھ اس چیز کے کہ اتاری گئی ہے طرف تیری اور بعضے جماعتوں میں سے وہ شخص ہے کہ انکار کرتا ہے بعضے اسکے کو

قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ

کہہ سوائے اسکے نہیں کہ حکم کیا گیا ہوں میں یہ کہ عبادت کروں اللہ تعالیٰ کو اور نہ شریک لاؤں ساتھ اسکے

اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ۔

طرف اسکی پکارتا ہوں میں اور طرف اسی کی ہے پھر جانا میرا

ترجمہ مولانا ابو الکلام آزاد

(۳۴) ان کے لئے دُنیا کی زندگی میں عذاب ہے۔ اور آخرت میں بھی۔ اور آخرت کا عذاب یقیناً بہت زیادہ سخت ہوگا اور کوئی نہیں۔ جو انہیں اللہ کے قوانین کی پکڑ سے بچا سکے ۞
(۳۵) متقی انسانوں کے لئے جس جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ اُس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک باغ ہے۔ اور اُس کے تلے نہریں رواں ہیں۔ جن کی آبیاری اُسے ہمیشہ سرسبز و شاداب رکھتی ہے۔ اُس کے پھل دائمی ہیں۔ کبھی ختم ہونے والے نہیں۔ اُس کے درختوں کی چھاؤں بھی ہمیشگی کی ہے کبھی بدلنے والی نہیں۔ یہ ہے ان لوگوں کا انجام۔ جنہوں نے تقویٰ کی راہ اختیار کی۔ اور کافروں کا انجام آگ ہے ۞
(۳۶) اور اے پیغمبر! جن لوگوں کو ہم نے کتاب ہدایت دی ہے۔ یعنی یہود و نصاریٰ۔ وہ اس بات سے خوش ہوتے ہیں۔ جو تجھ پر اُتاری گئی ہے۔ اور ان جماعتوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جنہیں اُس کی بعض باتوں سے انکار ہے۔ تو تم کہہ دو۔ مجھے تو بس یہی حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی بندگی کروں۔ اور کسی ہستی کو اُس کا شریک نہ ٹھہراؤں۔ اُسی کی طرف تمہیں بُلاتا ہوں اور اُسی کی طرف میرا رُخ ہے ۞

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۳۴) ان کے لئے دنیاوی زندگانی میں بھی عذاب ہے۔ اور آخرت کا عذاب اس سے بدرجہا زیادہ سخت ہے اور اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا ۞
(۳۵) اور جس جنت کا متقیوں سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اُس کی کیفیت یہ ہے کہ اس کی عمارات و اشجار کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ اُس کا پھل اور اُس کا سایہ دائم رہے گا۔ یہ تو انجام ہوگا متقیوں کا۔ اور کافروں کا انجام دوزخ ہوگا ۞
(۳۶) اور جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے۔ اس کتاب سے خوش ہوتے ہیں۔ جو آپ پر نازل کی گئی ہے۔ اور ان ہی کے گروہ میں بعض ایسے ہیں۔ کہ اُس کے بعض حصہ کا انکار کرتے ہیں۔ آپ فرمایئے کہ مجھ کو صرف یہ حکم ہوا ہے۔ کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اُس کا شریک نہ ٹھہراؤں۔ میں اللہ ہی کی طرف بلاتا ہوں۔ اور اُسی

کی طرف مجھ کو جانا ہے ؛

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۳۴) ان لوگوں کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت میں بھی اور آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے البتہ بہت زیادہ سخت ہے۔ اور خدا کے غضب سے کوئی ان کے بچانے والا نہیں ؛

(۳۵) پرہیزگاروں کے لئے جس باغ بہشت کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ اُس کا حال یہ ہے کہ اُس کے تلے نہریں پڑی بہہ رہی ہوں گی۔ اُس کے پھل سدا بہار اور اسی طرح اُس کی چھاؤں۔ یہ ہے ان لوگوں کا انجام جو دنیا میں پرہیزگاری کرتے رہے اور کافروں کا انجام ہے دوزخ ؛

(۳۶) اور اے پیغمبر اجن مسلمانوں کو ہم نے یہ کتاب دی ہے۔ وہ تو جو احکام تجھ پر اُتارے گئے ہیں سبھی سے خوش ہوتے ہیں۔ اور دوسرے فرقے اس کی بعض باتوں سے انکار رکھتے ہیں۔ تم ان منکرین سے کہو۔ کہ تم کو ماننے نہ ماننے کا اختیار ہے۔ مجھ کو تو یہی حکم ملا ہے۔ کہ میں خدا ہی کی عبادت کروں اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤں۔ میں تم سب کو اُسی کی طرف بلاتا ہوں۔ اور ہر بات میں اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں ؛

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۳۴) ان کو زندگانی دنیا میں بھی عذاب ہے۔ البتہ آخرت کا عذاب تو بہت ہی سخت ہے۔ اور ان کو اللہ سے کوئی بچانے والا نہ ہوگا ؛

(۳۵) اُس جنت کا حال کہ جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اُس کے نیچے پڑی نہریں بہہ رہی ہوں گی جس کے میوے اور سایہ ہمیشہ رہے گا۔ یہ انجام ہے پرہیزگاروں کا۔ اور کافروں کا انجام آگ ہے ؛

(۳۶) اور جن کو ہم نے کتاب دی ہے۔ وہ تو جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ اور ان جماعتوں میں سے بعض ایسے بھی ہیں۔ کہ جو اُس کی بعض بات نہیں

Marfat.com

مانتے۔ کہو۔ مجھ کو تو یہی حکم ہوا ہے۔ کہ میں اللہ کی عبادت کیا کروں اور اُس کے ساتھ کو شریک نہ کروں۔ اُسی کی طرف بُلاتا ہوں اور اُسی کی طرف بازگشت ہے ؞

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۳۵) میں جنت کے بیان کے ساتھ مثل کا لفظ ہے مثل کا معنی مثال بھی ہے اور صفت و بیان بھی۔ اول الذکر معنی کرنے سے بہشت ایک مثالی کیفیت بن جاتا ہے اور ثانی الذکر معنی سے ایک حقیقت ثابتہ۔ قرآن کریم کے دیگر مقامات مدِ نظر رکھ کے صحیح معنی یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مثل کا معنی بیان یا صفت کیا جاوے۔ مگر مولانا آزاد نے اس کا معنی مثال لیا ہے۔ ضرور ہے کہ مثل کا معنی پوری طرح سے یہاں متعین کیا جاوے ؞

آیت نمبر (۳۶) معرکۃ الآرا آیت ہے۔ اس کے شروع میں صاحب کتاب لوگوں کا ذکر ہے صاحب کتاب سے مولانا آزاد یہود و نصاریٰ مراد لیتے ہیں مگر باقی تینوں مترجمین اس سے مسلمان مراد لیتے ہیں۔ مگر کوئی مترجم یہ نہیں بتاتا کہ اہل کتاب کی خوشی اور رسول مقبول کی طرف اُس حکم کے نزول میں کیا تعلق ہے جو اسی آیت کے آخر حصہ میں لکھا ہے ؞

ترجمہ مولف رسالہ ہٰذا

(۳۴) ان کے لئے دنیا کا عذاب ہے اور دنیا کے عذاب سے آخرت کا عذاب زیادہ سخت ہے۔ اور آخرت میں اللہ کے عذاب سے ان کو کوئی بچانے والا نہیں ہوگا ؞

(۳۵) متقی لوگوں کو جس جنت کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس کی یہ صفت ہے کہ اُس کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ اُس کے درختوں کے پھل اور سائے ہمیشہ رہیں گے۔ یہ متقی لوگوں کا انجام ہے۔ ان کے مقابلے میں کافروں کا انجام آگ ہے ؞

(۳۶) دوزخ بہشت کے بارہ میں جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا ہے۔ اُس سے صاحب کتاب لوگ یعنی یہود و نصاریٰ خوش ہوتے ہیں کیونکہ عوام الناس کفار ان کی کتاب کی بعض باتوں کا انکار کرتے تھے۔ اب آپکی طرف انہی انکاریہ باتوں کی تنزیل سے انکی تائید ہو گئی ہے۔ اسلئے وہ خوش ہیں۔ آپ کہیں انکی خوشی یا ناخوشی سے مجھے کچھ غرض نہیں۔ انکی خوشی سے قطع نظر میرے لئے اللہ کا صرف یہ حکم ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں اور کسی کو اُس کا شریک نہ بناؤں میں لوگوں کو صرف اُسی کی طرف بلاتا ہوں اور صرف اسی کی طرف میری بازگشت ہے

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدینؒ

(۳۷) وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ

اور اسی طرح اتارا ہم نے اس قرآن کو حکم عربی اور اگر

اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ

پیروی کرے گا تو خواہشوں ان کی کی پیچھے اس چیز کے کہ آئی تیرے پاس علم سے نہیں واسطے

مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ

تیرے اللہ تعالیٰ سے کوئی دوست اور نہ بچانے والا

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۳۷) اور اسی طرح یہ بات ہوئی کہ ہم نے اسے یعنی قرآن کو ایک عربی زبان کی شکل میں اُتارا (یعنی عربی زبان میں اُتارا) ۔ اگر حصول علم کے بعد تُو نے ان لوگوں کی خواہشوں کی پیروی کی تو سمجھ لے کہ پھر اللہ کے مقابلے میں نہ تو تیرا کوئی کارساز ہوگا۔ نہ بچانے والا

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۳۷) اور اسی طرح ہم نے اس کو اس طور پہ نازل کیا کہ وہ ایک خاص حکم ہے۔ عربی زبان میں اور اگر آپ بفرض محال ان کے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں بعد اس کے کہ آپ کے پاس علم صحیح پہنچ چکا ہے۔ تو اللہ کے مقابلے میں نہ کوئی آپ کا مددگار ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا ؛؛

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۳۷) اور ایسا ہی جیسا کہ یہ قرآن ہے۔ ہم نے اُس کو فرمان زبان عربی اُتارا ہے تاکہ یہ اہل عرب آسانی سے سمجھیں۔ اور اے پیغمبر! اگر اس کے بعد بھی کہ تم کو علم ہو چکا ہے تم نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی۔ تو پھر خدا کے مقابلے میں نہ تمہارا کوئی حمایتی ہوگا اور نہ

Marfat.com

کوئی بچانے والا ۔

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۳۷) اور اس قرآن کو عربی میں حکم نامہ بنا کے اسی طرح نازل کیا ہے۔ اور اگر آپ اپنے پاس علم آنے کے بعد بھی ان کی خواہشوں پر چلیں گے۔ تو اللہ کے مقابلے میں نہ آپ کا کوئی حامی کھڑا ہوگا۔ نہ بچانے والا ۔

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۳۷) میں حُکۡمًا عَرَبِیًّا کے الفاظ ہیں۔ جن کا معنی ہے واضح حکم۔ مگر مفسرین نے اس سے مراد قرآن لی ہے۔ جو غلط ہے۔ افسوس ہے کہ قرآن مراد لینے کے بعد بھی وہ اس تہدید کی کوئی وجہ نہیں بتاتے۔ جو اس آیت کے آخر حصہ میں درج ہے ۔

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۳۷) عبادت کے بارہ میں ہم نے اسی طرح یہ صاف صاف حکم نازل کیا ہے۔ کہ لوگوں کی خوشی و ناخوشی سے اسے مبرا ہونا چاہئے۔ اے مخاطب! اگر شرک کو پوری طرح سے جاننے سمجھنے کے بعد تو ان کی خواہشات کی پیروی کرے گا۔ اور اللہ کے کسی حکم کی تعمیل میں ان کی خوشی کو مدنظر رکھے گا۔ یعنی اللہ کے ساتھ شریک بنائے گا۔ تو تیرے لئے اللہ کے مقابلے میں نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا ۔

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین رح

رکوع ششم

(۳۸) وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ

اور البتہ تحقیق بھیجے ہم نے پیغمبر پہلے تجھ سے اور کیں ہم نے واسطے ان کے

اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ

بیبیاں اور اولاد اور نہ تھا واسطے کسی پیغمبر کے یہ کہ لے آوے کوئی نشانی

اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ

مگر ساتھ حکم اللہ کے واسطے ہر ایک وعدہ کے ایک لکھت ہے

(۳۹) يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗ

مٹا ڈالتا ہے اللہ جو چاہتا ہے اور ثابت کرتا ہے اور نزدیک اس

اُمُّ الْكِتٰبِ

کے ہے اصل کتاب

(۴۰) وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ

اور اگر دکھلا دیں ہم تجھ کو بعض وہ چیز جو وعدہ دیتے ہیں

نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ

ہم ان کو یا قبض کر لیویں تجھ کو پس سوائے اسکے نہیں کہ اوپر تیرے پیغام پہنچانا ہے

وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ

اور اوپر ہمارے ہے حساب لینا

Marfat.com

رکوع چھٹا

ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد

(۳۸) اور یہ واقعہ ہے کہ ہم نے تجھ سے پہلے بھی بے شمار پیغمبر قوموں میں پیدا کئے اور وہ تیری ہی طرح انسان تھے۔ ہم نے انہیں بیویاں بھی دی تھیں اور اولاد بھی۔ اور کسی پیغمبر کے لئے یہ بات نہ ہوئی کہ وہ خود کوئی نشانی لا دکھاتا۔ مگر اسی وقت کہ اللہ کا حکم ہوا ہو۔ ہر وقت کے لئے ایک کتاب ہے۔

(۳۹) اللہ جو بات چاہتا ہے۔ مٹا دیتا ہے۔ جو چاہتا ہے نقش کر دیتا ہے اور کتاب کی اصل و بنیاد اسی کے پاس ہے۔

(۴۰) اور ہم نے ان لوگوں سے یعنی کفار مکہ سے ظہور نتائج کے جو وعدے کئے ہیں۔ کچھ ضرور نہیں کہ یہ یک دفعہ سب ظہور میں آجائیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ان میں بعض باتیں ہم تجھے تیری زندگی ہی میں دکھا دیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان سے پہلے تیرا وقت پورا کر دیں۔ بہرحال جو کچھ تیرے ذمہ ہے وہ یہی ہے کہ پیام حق پہنچا دینا۔ ان سے ان کے کاموں کا حساب لینا ہمارا کام ہے۔ تیرا کام نہیں۔

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۳۸) اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے ان کو بی بیاں اور بچے بھی دیئے۔ اور کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ بات نہیں۔ کہ ایک آیت بھی بدوں خدا کے حکم کے لا سکے۔ ہر زمانہ کے مناسب خاص خاص احکام ہوتے ہیں۔

(۳۹) خدا تعالے ہی جس حکم کو چاہیں۔ موقوف کر دیتے ہیں۔ اور جس کو چاہیں۔ قائم رکھتے ہیں۔ اور اصل کتاب انہی کے پاس ہے۔

(۴۰) اور جس بات کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں۔ اس میں کا بعض واقعہ اگر ہم آپ کو دکھا دیں۔ خواہ ہم آپ کو وفات دے دیں۔ پس آپ کے ذمہ تو صرف احکام کا پہنچا دینا ہے۔ اور دار و گیر کرنا تو ہمارا کام ہے۔

Marfat.com

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۳۸) اور تم سے پہلے بھی ہم نے بہتیرے پیغمبر بھیجے۔ اور ہم نے ان کو بی بیاں بھی دیں اور اولاد بھی دی۔ اور کسی رسول کی طاقت نہ تھی کہ بے حکم خدا کوئی معجزہ لا دکھلائے ہر ایک وقت موعود کے لئے ہمارے ہاں ایک قسم کی تحریر ہوتی ہے ؀

(۳۹) پھر اس میں سے خدا جس کو چاہتا ہے منسوخ کر دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ اور اسی کے پاس اصل کتاب یعنی لوح محفوظ موجود ہے کہ اس میں سب کچھ لکھا ہوتا ہے ؀

(۴۰) اور اے پیغمبر عذاب وغیرہ کے جیسے جیسے وعدے ان کفار مکہ سے ہم کر رہے ہیں چاہے بعض وعدے ہم تمہاری زندگی میں تم کو پورے کر دکھائیں۔ اور چاہے ان (وعدوں) کے وقوع سے پہلے تم کو دنیا سے اٹھا لیں۔ بہرحال ہمارے احکام کا پہنچا دینا تمہارا کام ہے اور ان سے حساب لینا ہمارا ؀

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۳۸) اور آپ سے پہلے بھی ہم نے رسول بھیجے ہیں کہ جن کو ہم نے جورویں اور بچے بھی دے رکھے تھے۔ اور کسی رسول کے بھی اختیار میں نہ تھا کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی معجزہ دکھائے ہر ایک وقت کے لئے ایک نوشتہ ہے ؀

(۳۹) اس میں سے جو چاہتا ہے مٹاتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے۔ اور اسی کے پاس اصل کتاب لوح محفوظ ہے ؀

(۴۰) اور خواہ ہم آپ کو وہ بات دکھا دیں کہ جس کا ہم ان سے وعدہ کرتے ہیں یا اس سے پہلے آپ کو وفات دیں۔ بہرحال تو آپ کو حکم کا پہنچا دینا ہے۔ اور حساب لینا ہمارا ذمہ ہے ؀

موجودہ تراجم پر تنقیدی نظر

آیت نمبر (۳۸) میں یہ فرمایا ہے کہ ہر میعاد کے لئے ایک وقت مقرر ہے۔ آیت (۳۹)

میں فرمایا کہ اللہ اپنے جس حکم کو چاہتا ہے۔ مٹا دیتا ہے اور جس حکم کو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے ۔ گویا جو کچھ آیت ۳۸ میں کہا تھا ۔ اُس کی تردید کر دی ۔ کیونکہ جب احکام کا کاٹ دینا بھی ہو سکتا ہے ۔ تو وقت مقررہ کا کوئی فائدہ نہ ہُوا ۔ اگر کوئی بات وقت مقررہ پر نہ ہوئی تو کہہ دیا جائے گا ۔ اللہ نے اُسے مٹا دیا تھا ۔ پھر آیت ۴۰ و ۴۱ میں فرمایا کہ ہمارے وعدے ضرور پورے ہوں گے ۔ خواہ وہ رسول مقبول کی زندگی میں ہوں یا بعد میں ہوں ۔ مترجم صاحبان کا فرض تھا ۔ کہ وہ اس بظاہر تناقض کلام کو رفع فرماتے ۔ مگر انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا ۔

آیت نمبر (۴۰) کے آخر میں حساب کا لفظ ہے ۔ اس حساب سے مترجمین نے یوم قیامت کا حساب مراد لیا ہے ۔ حالانکہ یہاں یوم قیامت کا کوئی ذکر نہیں ۔ اللہ تو یہ کہنا چاہتا ہے کہ ان کی مغلوبیت کے جو جو وعدے ہم نے کئے ہیں ۔ وہ ضرور پورے ہوں گے باقی رہی یہ بات کہ وہ کب پورے ہوں گے ۔ تو اُس کی میعاد کا شمار ہمارا کام ہے ۔ کسی اور کا نہیں ۔

ترجمہ مولف رسالہ ہذا

(۳۸) ہم نے آپ سے پہلے کئی پیغمبر بھیجے ۔ ان کو ہم نے بیویاں دیں اور اولاد دی ۔ جیسا کہ آپ کو دی ۔ اس میں اعتراض کی کیا بات ہے ۔ کسی رسول کی طاقت میں یہ نہ تھا ۔ خواہ وہ بال بچوں والا تھا یا نہ تھا ۔ کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نشان دکھاتا ۔ جب بھی کوئی نشان ظاہر ہُوا ۔ اُس کے حکم سے ہُوا ۔ اب بھی اسی طرح ہوگا ۔ ہر میعاد کے لئے ایک تحریری حکم ہوتا ہے ۔ جس کا نفاذ اور عدم نفاذ حالات پر منحصر ہوتا ہے ۔

(۳۹) اللہ جس حکم کو چاہتا ہے ۔ مٹا دیتا ہے ۔ اور جسے چاہتا ہے ۔ برقرار رکھتا ہے ۔ اُسی کے پاس لوح محفوظ ہے جس میں سب احکام اور ان کے تغیر و تبدل درج ہیں ۔ اللہ اپنے احکام میں حسب اقتضائے حالات تبدیلی کر دیا کرتا ہے ۔ مگر اُس کے وعدے اٹل ہوتے ہیں ۔ وہ ضرور پورے ہو کے رہتے ہیں

(۴۰) جو جو وعدے ہم نے لوگوں کے ساتھ اسلام کی ترقی یا کفر کی تباہی کے کئے ہیں ۔ وہ ضرور پورے ہوں گے ۔ ان میں سے اگر ہم آپ کو کچھ کا ایفاء دکھا دیں ۔ یا آپ کو وفات دے دیں ۔ اور کچھ بھی نہ دکھا دیں ۔ تو اس سے کیا فرق ہوتا ہے ۔ آپ کے اوپر ہمارے پیغاموں کا پہنچا دینا فرض ہے اور ہمارے اوپر ان وعدوں کی مدت کا شمار ہے ۔ کہ کب انہیں پورا کریں ۔

Marfat.com

عربی متن سورہ رعد مع ترجمہ تحت لفظی از مولانا حضرت شاہ رفیع الدین

(۴۱) اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِى الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا

کیا نہیں دیکھا انہوں نے یہ کہ ہم چلے آتے ہیں زمین کو گھٹاتے ہوئے

مِنْ اَطْرَافِهَا ؕ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ؕ

کنارے اُس کے سے اور اللہ حکم کرتا ہے نہیں پیچھا کرنے والا واسطے حکم اُس کے

وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ

اور وہ جلدی لینے والا ہے حساب کا

(۴۲) وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ

اور تحقیق مکر کیا ان لوگوں نے جو پہلے ان سے تھے پس واسطے خدا کے ہے مکر

جَمِيْعًا ؕ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ؕ وَسَيَعْلَمُ

تمام جانتا ہے جو کماتا ہے ہر جی اور شتاب جان لیں گے

الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ

کفار واسطے کس کے ہے پچھاڑی گھر کی

(۴۳) وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا ؕ

اور کہتے ہیں وہ لوگ جو کافر ہوئے نہیں تو بھیجا ہوا

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۙ وَ

کہہ کفایت ہے اللہ گواہی دینے والا درمیان میرے اور درمیان تمہارے اور

مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ

وہ شخص کہ پاس اس کے ہے علم کتاب کا

Marfat.com

ترجمہ مولٰنا ابوالکلام آزاد

(۴۱) پھر کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں کہ ہم اس سرزمین کا قصد کر رہے ہیں۔ اسے اطراف سے گھٹاتے ہوئے۔ ورظالموں پر عرصۂ حیات تنگ کرتے ہوئے۔ اور اللہ جو فیصلہ کرتا ہے کوئی نہیں جو اُس کا فیصلہ ٹال سکے۔ وہ حساب لینے میں بہت تیز ہے۔

(۴۲) اور جو لوگ ان سے پہلے گذر چکے ہیں۔ انہوں نے بھی دعوت حق کے مقابلے میں مخفی تدبیریں کی تھیں۔ سو یاد رکھو۔ ہر طرح کی تدبیریں اللہ ہی کے لئے ہیں۔ وہ جانتا ہے کہ ہر انسان کیا کمائی کر رہا ہے۔ اور وہ وقت دور نہیں کہ کافروں کو معلوم ہو جاوے گا۔ کہ کس کا انجام بخیر ہونے والا ہے۔

(۴۳) اے پیغمبر! منکرین حق کہتے ہیں۔ تُو خدا کا بھیجا ہوا نہیں۔ تو کہہ دے۔ میرے اور تمہارے درمیان، اللہ کی گواہی بس کرتی ہے۔ اور اُسی کی جس کے پاس کتاب کا علم ہے۔

ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی

(۴۱) کیا لوگ اس امر کو نہیں دیکھ رہے۔ کہ ہم زمین کو ہر چہار طرف سے برابر کم کرتے چلے آتے ہیں۔ اور اللہ جو چاہتا ہے۔ حکم کرتا ہے۔ اُس کے حکم کو کوئی ہٹانے والا نہیں۔ اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے۔

(۴۲) اور ان سے پہلے جو کافر ہو چکے ہیں۔ انھوں نے تدبیریں کیں۔ سو اصل تدبیر تو خدا ہی کی ہے۔ اسی کو سب خبر رہتی ہے۔ جو شخص جو کچھ بھی کرتا ہے۔ اور ان کفار کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے کہ اس عالم میں نیک انجامی کس کے حصہ میں ہے۔

(۴۳) اور یہ کافر لوگ یوں کہہ رہے ہیں۔ کہ نعوذ باللہ۔ آپ پیغمبر نہیں۔ آپ فرما دیجئے۔ کہ میرے اور تمہارے درمیان میری نبوت پر اللہ تعالےٰ اور وہ شخص جس کے پاس کتاب آسمانی کا علم ہے کافی گواہ ہیں۔

ترجمہ حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی

(۴۱) کیا یہ لوگ اس بات کو نہیں دیکھتے کہ ہم فتوحات اسلام [illegible]

Marfat.com

سے دباتے چلے آتے ہیں۔ اور اللہ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔ کوئی شخص درپے ہو کر اُس کے حکم کو ٹال نہیں سکتا اور وہ بڑی جلدی حساب لینے والا ہے ؛

(۴۲) اور جو لوگ ان کفار مکہ سے پہلے ہو گذرے ہیں انھوں نے بھی پیغمبروں کی مخالفت میں اپنی اپنی تدبیریں کیں۔ کارگر تدبیریں تو سب اللہ ہی کی ہیں۔ جو شخص جو کچھ کر رہا ہے خدا کو سب معلوم ہے۔ اور کافروں کو عنقریب معلوم ہو جاویگا۔ کہ کس کا انجام بخیر ہے ؛

(۴۳) اور اے پیغمبر! منکر کہتے ہیں کہ تم پیغمبر نہیں ہو۔ تو تم ان سے کہو۔ کہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور جن کے پاس آسمانی کتابوں کا علم ہے۔ اور ان میں میری نسبت پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ یہ گواہ بس ہیں ؛

ترجمہ منقول از تفسیر حقانی

(۴۱) کیا وہ نہیں دیکھ رہے ہیں۔ کہ ہم زمین کو اُس کے کناروں سے گھٹاتے چلے آتے ہیں۔ اور اللہ ہی حکم کرتا ہے۔ کوئی اُس کے حکم کو ہٹا نہیں سکتا۔ اور وہ جلد حساب لینے والا ہے ؛

(۴۲) اور ان سے پہلے بھی مکر کر چکے ہیں اور اللہ کو تو سب داؤ آتے ہیں۔ جو کوئی کچھ کرتا ہے۔ وہ سب کو جانتا ہے۔ اور کافروں کو ابھی معلوم ہوا جاتا ہے۔ کہ دار آخرت کس کے لئے ہے ؛

(۴۳) اور کافر کہتے ہیں۔ آپ رسول نہیں۔ کہہ دو۔ میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی گواہی کافی ہے۔ اور نیز اس کی کہ جس کے پاس کتاب کا علم ہے ؛

ترجمہ مؤلف رسالہ ہذا

(۴۱) کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اُس کے اطراف سے گھٹاتے آتے ہیں۔ یعنی کفر کے زور کو کم کر رہے ہیں۔ اور اسلام کو بڑھا رہے ہیں۔ کیا اس سے وہ کوئی نتیجہ نکال نہیں سکتے۔ کہ اللہ کا کیا فیصلہ ہے۔ اللہ ہی فیصلہ کرنے والا ہے اُس کے فیصلہ کا کوئی رقیب و معارض نہیں۔ وہ حساب شماری میں زود عمل ہے۔ اور جانتا ہے۔ کہ اُس کے فیصلہ کا پورا نفاذ کب اور کس طرح ہو ؛

Marfat.com

(۴۲) ان سے پہلے والے لوگوں نے حق کے مٹانے کی تدبیریں کیں۔ جیسا کہ یہ کر رہے ہیں۔ مگر کیا وہ کامیاب ہو گئے تھے۔ جواب کامیاب ہوں گے۔ تمام تدبیر کا مالک آپ اللہ ہے۔ اُسے معلوم ہے کہ ہر ہر آدمی آپ کی مخالفت میں کس کس تجویز پر عمل پیرا ہے۔ کافروں کو جلد معلوم ہو جاوے گا۔ کہ دارِ دنیا کے انجام کی بھلائی کس کے حق میں ہوتی ہے ۞

(۴۳) کافر کہتے ہیں کہ آپ پیغمبر نہیں ہیں۔ آپ انھیں کہیں کہ میں پیغمبر ہوں یا نہیں ہوں۔ اس امر کے تصفیہ کے لئے میرے اور تمہارے درمیان اللہ کے فیصلہ کی گواہی اور ان لوگوں کی گواہی کافی ہے۔ جو انجیلؔ کا علم رکھتے ہیں ۞

لہ کتاب سے انجیل قرآن۔ لوح محفوظ۔ سب مراد ہو سکتے ہیں۔ مگر قرآن کے جاننے والوں کی گواہی اس لئے قابل اعتراض ہو گی کہ وہ اپنے ہیں۔ اس لئے وہ گواہی خواہ مخواہ اسلام کے حق میں دیں گے۔ لوح محفوظ کے جاننے والے معزز فرشتے ہیں۔ مگر چونکہ وہ اپنے فرشتہ ہونے کی حیثیت میں گواہی نہیں دے سکتے۔ اس لئے کتاب سے مراد لوح محفوظ نہیں ہو سکتی۔ اس لئے یہاں کتاب سے مراد بہ اغلب قیاس انجیل ہے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ سلیم الطبع عالم عیسائی بہت جلد اسلام قبول کر لیتے تھے۔ ہمارے نزدیک یہی ان کی شہادت ہے جس کی طرف قرآن مجید اشارہ کرتا ہے ۞

Marfat.com

مقدرات اور محذوفات کے بیان ختم کرنے سے پہلے یہ امر لوری طرح سے ذہن نشین کرنے کے قابل ہے کہ ان کا فیصلہ کرنا آسان کام نہیں۔ آپ نے سورہ رعد کے ترجموں میں متعدد موقعوں پہ دیکھ لیا ہے کہ ایک عالم نے ایک بات کو مقدر مانا ہے اور دوسرے نے دوسری کو۔ اس لئے اس بارہ میں عمیق غور و فکر کی ضرورت ہے۔ اور سیاق و سباق کے دیکھنے کی ضرورت ہے جس مقدر عبارت پر سیاق و سباق دلالت نہ کرے۔ بالعموم اسے صحیح نہ سمجھنا چاہئے۔ مثلاً سورہ حٰم ۴۱ کی آیت ۴۳ اس طرح ہے۔ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ط اس کا ترجمہ یوں ہے۔ آپ کو کچھ نہیں کہا جاتا۔ مگر وہی جو آپ سے پہلے رسولوں کو کہا گیا ہے۔

مَا يُقَالُ صیغہ مجہول ہے۔ اس کے فاعل کا کوئی ذکر نہیں۔ کہ وہ کون ہے اگر کہنے والا خدا ہووے۔ تو اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ کہ خدا آپ کو خلائق تک پہنچانے کے لئے وہی باتیں کہتا ہے۔ جو پہلے رسولوں کو کہی گئی تھیں۔ کوئی نئی بات پیش نہیں کی جاتی۔ پھر لوگ کیوں بدکتے ہیں اور نہیں مانتے۔ اور اگر کہنے والے کافر ہوں۔ تو اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح پہلے رسولوں کو ساحر۔ کذاب۔ مفتری بنایا جاتا تھا۔ ویسے آپ کو بھی بنایا جاتا ہے۔ آپ دلگیر نہ ہوں اور صبر کریں۔ اس بات کے فیصلہ کرنے کے لئے کہ مقصود ایزدی کیا ہے۔ سیاق و سباق کو دیکھنا چاہیے۔ آیت ۴۳ کے آخر کا جملہ اس طرح ہے۔ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ۔ اب اگر مَا يُقَالُ کا فاعل کافروں کو قرار دیا جاوے۔ تو ان کو اتنا ہی سُنانا مناسب تھا۔ "ان ربک لذو عقاب الیم"۔ کوئی ضرورت نہ تھی کہ ان کو بخشش کا امیدوار بھی بنایا جاتا اور انہیں کہا جاتا۔ "ان ربک لذو مغفرۃ" اس سے معلوم ہوا کہ مایقال کا فاعل اللہ ہے اور جو بات لوگوں کو سُنانے کیلئے کہی جاتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ آپکا رب بخشش والا اور دردناک عذاب دینے والا ہے یعنی ایمان اور اعمال صالح کی صورت میں وہ انہیں بخش دیگا۔ ورنہ دردناک عذاب دیگا۔ مگر اس مقصود خداوندی کے برخلاف اکثر مترجمین نے مَا يُقَالُ کا فاعل کافروں کو سمجھا ہے۔ ہر چند یہ کوئی بڑا اختلاف نہیں۔ مگر بعض اوقات اہم اختلافات بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسلئے غور و فکر کے بغیر کچھ بھی نہیں ہونا:

Marfat.com

حروف ربط

مقدرات اور محذوفات کے بعد قرآن کے صحیح اور فصیح ترجمہ میں حائل حروف ربط ہیں جو کئی قسموں میں منقسم ہیں۔ مثلاً حروف عطف۔ حروف تنبیہ۔ حروف ردع۔ حروف استفہام وغیرہ وغیرہ عربی ایک جامع اور مانع زبان ہے۔ اس کے ایک چھوٹے سے حرف کا معنی دوسری زبان میں پورے جملہ کے برابر ہوتا ہے۔ دوسری زبانوں میں جہاں کلام کے ایک ٹکڑے کو دوسرے ٹکڑے سے ربط دینے کے لئے بیسوں حروف ربط ہیں۔ وہاں عربی کا ایک حرف ان میں سے بہتوں کا کام دیتا ہے۔ چاہیے تھا کہ ترجمہ کرتے ہوئے حرف ربط کا ترجمہ دوسری زبان کے محاورہ کے مطابق مناسب حروف سے کیا جاتا۔ مگر جتنے ترجمے موجود ہیں۔ ان میں اس خصوصیت کو ملحوظ نہیں رکھا گیا جس کا یہ نتیجہ ہے کہ ترجمے روکھے اور بدمزہ ہو گئے ہیں۔ اور ان کے پڑھنے میں وہ لطف نہیں آتا۔ جو کلام پاک جیسی ذی شان کتاب کے ترجمہ میں آنا چاہیے۔ مثال کے طور پر واو کو لیجئے۔ یہ عربی میں ربط کا ایک عالمگیر حرف ہے۔ اور اس کے درجنوں معنی ہیں۔ مگر چونکہ اُسے محض حرف عطف سمجھا جاتا ہے۔ اس واسطے اس کا معنی اردو میں "اور" کے لفظ سے کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی اُس کا معنی "حالانکہ" بھی کر لیا جاتا ہے اور بس۔ مگر اقتضاء مقام کے موافق اسکے معانی حسب ذیل ہو سکتے ہیں۔ پس۔ ہاں۔ البتہ۔ پھر۔ لیکن۔ بلکہ۔ کیونکہ۔ تو۔ مگر۔ یعنی۔ چنانچہ۔ ورنہ۔ وغیرہ وغیرہ۔ ترجمہ میں سب کو موقعہ بموقعہ جگہ ملنی چاہئے۔ ذیل میں سورہ یوسف کا رکوع دوم پیش کر کے اس مطلب کو واضح کیا گیا ہے۔ ترجمہ میں جس جگہ ضرب کا نشان ہے یعنی (×) وہاں عربی میں واو ہے۔ جس کا معنی مختلف الفاظ سے کیا گیا ہے۔

Marfat.com

سورہ یوسف۔ رکوع دوم

۷۔ لَقَدْ كَانَ فِي يُوسُفَ وَإِخْوَتِهِ آيَاتٌ لِّلسَّائِلِينَ ○

۸۔ إِذْ قَالُوا لَيُوسُفُ وَأَخُوهُ أَحَبُّ إِلَىٰ أَبِينَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ
إِنَّ أَبَانَا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ○

۹۔ اقْتُلُوا يُوسُفَ أَوِ اطْرَحُوهُ أَرْضًا يَخْلُ لَكُمْ وَجْهُ أَبِيكُمْ
وَتَكُونُوا مِن بَعْدِهِ قَوْمًا صَالِحِينَ ○

۱۰۔ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ لَا تَقْتُلُوا يُوسُفَ وَأَلْقُوهُ فِي غَيَابَتِ
الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ إِن كُنتُمْ فَاعِلِينَ ○

۱۱۔ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ
لَنَاصِحُونَ ○

۱۲۔ أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ○

۱۳۔ قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَن تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَن يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ
وَأَنتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ○

۱۴۔ قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَّخَاسِرُونَ ○

۱۵۔ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَن يَجْعَلُوهُ فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَا
إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُم بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ○

Marfat.com

۱۶- وَجَآءُوْٓ اَبَاهُمْ عِشَآءً یَّبْكُوْنَ ○

۱۷- قَالُوْا یٰٓاَبَانَآ اِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا یُوْسُفَ عِنْدَ
مَتَاعِنَا فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَآ اَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صٰدِقِیْنَ ○

۱۸- وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِیْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ
اَمْرًا فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ○

۱۹- وَجَآءَتْ سَیَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ قَالَ یٰبُشْرٰى
هٰذَا غُلٰمٌ وَاَسَرُّوْهُ بِضَاعَةً وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ○

۲۰- وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ وَكَانُوْا فِیْهِ
مِنَ الزّٰهِدِیْنَ ○

بامحاورہ ترجمہ رکوع دوم (سورہ یوسف)

۷- یوسف اور اُس کے بھائیوں کے حالات میں پوچھنے والوں کے واسطے ہمارے رسول کے اور اُس کی قوم کے نشانات ہیں۔ کہ جس طرح یوسف کے بھائیوں نے یوسف کے ساتھ کیا تھا۔ اسی طرح رسول عرب کی قوم اُس کے ساتھ کرے گی جس طرح یوسف کے بھائی یوسف کے سامنے خجل و شرمندہ ہوئے۔ اسی طرح رسول کی قوم ہوگی جس طرح یوسف نے اپنے بھائیوں کو معاف کر دیا تھا۔ اسی طرح رسول کرے گا۔

۸- بھائیوں نے آپس میں کہا۔ یوسف اور اُس کے بھائی بنیامین کو ہمارا باپ ہم سے زیادہ عزیز رکھتا ہے۔ حالانکہ ہم پوری جماعت ہیں۔ اور یوسف و بنیامین کے باپ کے زیادہ کام آسکتے ہیں۔ ہمارا باپ ان کے ساتھ زیادہ

پیار کرنے میں صرف حصول ہی ہے ۔

۹۔ یوسف کو قتل کر دو۔ یا اُسے کسی جگہ پھینک آؤ۔ تاکہ باپ کی ساری توجہ صرف تمہارے لئے رہ جاوے۔ اور بعد ازیں تم توبہ کرکے خدا ترس بن جاؤ ۔

۱۰۔ ان میں سے ایک نے کہا۔ اگر تم نے کچھ کرنا ہے تو یوسف کو قتل مت کرو بلکہ اسے کسی کنوئیں کی گہرائی میں ڈال دو۔ تاکہ اُسے کوئی قافلہ نکال لے جاوے ۔

۱۱۔ انھوں نے ہم صلاح ہو کے باپ سے کہا۔ اے ہمارے باپ! یہ کیا بات ہے کہ آپ یوسف کے معاملہ میں ہمارے اوپر کوئی اعتبار نہیں کرتے۔ حالانکہ ہم تو اُس کے خیر خواہ ہیں ۔

۱۲۔ ہمارے ساتھ کل اسے بھیجیں۔ کہ وہ کھائے پیئے۔ کھیلے کودے۔ ہم اس کی نگہبانی کریں گے ۔

۱۳۔ باپ نے کہا۔ مجھے اس بات سے رنج ہوتا ہے کہ تم اُسے لے جاؤ۔ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ تم اُس سے غافل ہو جاؤ اور اُسے بھیڑیا کھا جاوے ۔

۱۴۔ انھوں نے جواب دیا۔ حیف ہے۔ اگر اُسے بھیڑیا کھا جاوے جب کہ ہم پوری جماعت ہیں۔ اگر ایسا ہو گیا تو ہم بڑے گھاٹے میں ہوں گے۔ اور آپ کو منہ دکھانے کے قابل نہ ہوں گے ۔

۱۵۔ بہرحال انھوں نے باپ کو راضی کر لیا۔ جب وہ اُسے اپنے ہمراہ لے گئے اور کنوئیں میں ڈالنے کی تجویز پر سب نے اتفاق کر لیا۔ تو ہم نے یوسف کی طرف وحی کی کہ جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اُس پر غم نہ کر۔ آج کے دن کے اس واقعہ کو تو انہیں ایسے وقت یاد دلائے گا۔ کہ وہ کچھ جانتے نہ ہوں گے۔ کہ تم کون ہو ۔

۱۶۔ وہ یوسف کو کنوئیں میں ڈال کے رات کے وقت روتے ہوئے اپنے باپ کے پاس آئے ۔

۱۷۔ اور کہا ہم ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کے ارادے سے دوڑ رہے تھے۔ اور یوسف کو اپنے سامان کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ کہ اتنے میں کوئی بھیڑیا آیا۔ اور یوسف کو کھا گیا۔ مگر آپ ہماری بات کو نہیں مانیں گے۔ خواہ ہم سچے ہی کیوں نہ ہوں ۔

۱۸۔ اپنے بیان کے ثبوت میں وہ اس کی قمیص پر جھوٹا خون لگا لائے۔ باپ نے کہا تم نے اپنے جی سے ایک بات بنالی ہے۔ مگر میں صبر و شکر کرتا ہوں اور جو کچھ

Marfat.com

تم کہتے ہو۔ اس مصیبت کی برداشت کے لئے میں اللہ سے مدد مانگتا ہوں ۔

۱۹- خدا کی کرنی ایسی کہ اس کنوئیں پر ایک قافلہ آیا۔ اور اُس نے اپنے پیش رو کو پانی بھرنے کے لئے بھیجا۔ جب اس نے ڈول ڈالا۔ تو یوسف ڈول کی رسی پکڑ کے اوپر چڑھ آیا۔ اور پیش رو نے کہا۔ آہا۔ یہ تو لڑکا ہے۔ پھر لڑکے کے وارثوں کے خوف سے قافلے والوں نے اُسے مال تجارت بنا کے چھپا دیا۔ حالانکہ ان کے کاموں کو اللہ دیکھ رہا تھا۔ اور خود اللہ ہی کو اس کا مصر میں بکنا منظور تھا۔

۲۰- چنانچہ[9] انھوں نے تھوڑی سی قیمت یعنی چند درہموں کے عوض اُسے مصر میں بیچ ڈالا۔ کیونکہ[10] وہ اُس لڑکے کے بارہ میں بے رغبت اور بے شوق ہو گئے تھے۔ اگر بے شوق نہ ہوتے تو اسے اتنا سستا نہ بیچتے۔ بلکہ زیادہ دام حاصل کرنے کو کسی اور ملک میں لے جاتے یا اپنے پاس رکھ لیتے۔

نوٹ :- وارد کا اصل معنی "پہنچنے والا" ہے۔ مگر شاہ رفیع الدین صاحب نے اس کا معنی آگے چلنے والا کیا ہے۔ اُسی کے تتبع میں خاکسار نے بھی اُس کا معنی پیش رو کیا ہے۔

Marfat.com

اردو ترجمہ میں اوپر دس جگہوں میں واو کا معنی مختلف حروف حالانکہ۔ بلکہ۔ کیونکہ۔
جب کہ۔ تو۔ مگر۔ پھر چنانچہ۔ کیونکہ سے کیا گیا ہے۔ مگر مولانا اشرف علی صاحب
نے صرف پہلی اور تیسری جگہ میں اس کا معنی "حالانکہ" کیا ہے۔ دوسری تمام جگہوں پر
اس کا معنی اور کے لفظ سے کیا ہے جو کلام اردو کے محاورہ کے مطابق ٹھیک نہیں
مثلاً جب ایک شخص دوسرے کو کسی تجویز سے منع کرے۔ اور اس کی بجائے کوئی دوسری
تجویز بتائے۔ تو ایسی جگہ اردو میں اور کا لفظ نہیں آتا "بلکہ" آتا ہے۔ آیت نمبر ۱۰
میں "قتل مت کرو۔ اور کنوئیں میں ڈالو" فصیح اردو نہیں سمجھی جاوے گی "قتل مت
کرو۔ بلکہ کنوئیں میں ڈالو" زیادہ بہتر اردو ہے۔

آیت نمبر ۱۳ میں حضرت یعقوبؑ اپنے بیٹوں کو یہ کہتے ہوئے کہ مجھے یوسفؑ کے بھیجنے
میں رنج ہوتا ہے۔ وجہ رنج کی بیان کرتا ہے۔ اس لئے ایسی جگہ کیونکہ ہونا چاہئے۔

آیت نمبر ۱۵ میں لما حرف شرط ہے اس کے جواب میں تو کا لفظ ہونا چاہئے۔

اسی طرح باقی تمام مقامات کی نسبت توضیح کی جاسکتی ہے۔ قارئین کرام خود غور فرماکے
دیکھ لیویں اور ترجمہ میں ہر جگہ عربی واو کی جگہ اور کا لفظ رکھ کے اندازہ کریں۔ کہ کون
ترجمہ زیادہ پُر اثر اور دل نشین ہے۔

جو حالت واو کی ہے۔ وہی ف کی ہے۔ اس کا معنی ہمیشہ پس کے لفظ سے
نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ جو لفظ مناسب اور فصیح معلوم ہو۔ وہی لانا چاہئے۔

واو کے اور بھی کئی معنی ہیں۔ جو حسب موقعہ متعین کئے جاسکتے ہیں۔ چند مثالیں
پیش کی جاتی ہیں :-

۱ - واو بمعنی بالخصوص۔ دیکھو سورہ فتح آیت ۲۹۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ (ترجمہ) اللہ نے ایمانداروں بالخصوص
ان میں سے صالح العمل لوگوں کے ساتھ وعدہ کیا ہے ...... اگر یہاں عملوا
الصلحت کے بعد منھم نہ ہوتا۔ تو اس واو کا معنی "اور" ہوتا۔ منھم
کے آنے سے واو کا کوئی دیگر معنی سوائے "بالخصوص" کے نہیں ہو سکتا۔

۲ - واو بمعنی الذی یا الذین دیکھو سورہ حدید۔ آیت ۱۸۔ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ
وَالْمُصَّدِّقٰتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا۔

۳۔ واو عربی میں بعض اوقات ایسے موقعہ پہ لائی جاتی ہے کہ اردو میں اُس کا کوئی ترجمہ کیا جاتا اور اُسے چھوڑ دینا پڑتا ہے۔ مثلاً ولن یتمنوہ ابداً بما قدمت ایدیھم۔ واللہ علیم بالظٰلمین ترجمہ۔ اور اپنے اعمال کی وجہ سے وہ کبھی موت کی آرزو نہ کریں گے۔ اللہ ان ظالموں کو اچھی طرح سے جانتا ہے اگر آیت بالا کی دوسری واو کا ترجمہ کر کے یوں کیا جاوے۔ اور وہ کبھی موت کی آرزو نہ کریں گے۔ اور اللہ ان ظالموں کو اچھی طرح سے جانتا ہے۔ تو ہر ذوق سلیم رکھنے والا دیکھ سکتا ہے کہ ترجمہ میں چاشنی باقی نہیں رہتی۔

اسی طرح جب چند باتیں مسلسل ایک دوسرے کے بعد کہی جاتی ہیں۔ تو ان سب کے درمیان عربی میں واو لائی جاتی ہے۔ مگر اردو میں سب سے آخری دو باتوں کے درمیان اور کا لفظ بولا جاتا ہے۔ باقی کسی جگہ نہیں لایا جاتا۔ مثلاً اردو میں کہتے ہیں۔ زید عالم ہے۔ عاقل ہے۔ دلیر ہے۔ دولت مند ہے اور سخی ہے۔ عربی میں ہر لفظ کے بعد واو لائی جاوے گی اور یوں کہیں گے۔ زید عالمٌ وعاقلٌ وشجاعٌ وغنیٌ وکریمٌ

سورہ بقرہ کی آیت ۱۷۴ کا آخری حصہ اس طرح ہے۔ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُھُمُ اللہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۔ یہاں چار علیحدہ علیحدہ فقرے ہیں۔ اور دو تین واو کے ساتھ باہم ملائے گئے ہیں اردو میں اس کا معنی کرتے ہوئے صرف ایک جگہ اور کا لفظ لایا جاوے گا۔ باقی جگہوں پہ حذف کر دیا جاوے گا۔ ترجمہ یوں ہے۔ وہ اپنے پیٹوں میں بجز آگ کچھ نہیں بھرتے۔ قیامت کے دن ان سے کوئی بات نہ کرے گا۔ اور نہ ان کو گناہ سے پاک کرے گا۔ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ آپ دیکھیں کہ اگر اور کا لفظ عربی کے واو کے بالمقابل ہر جگہ ترجمہ میں لے آویں۔ تو ترجمہ بھدا معلوم ہونے لگے گا۔

۴۔ واو کا معنی کبھی مثلاً بھی ہوتا ہے۔ اور اسی مثلاً کے معنی کے ساتھ مطلب پوری طرح واضح ہو جاتا ہے جو بصورت دیگر نہیں ہوتا۔ سورہ بنی اسرائیل کی آیت ۵۵ اس طرح ہے۔ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِیّٖنَ عَلٰی بَعْضٍ وَّاٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا۔ اس کا لفظی معنی ہے ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ اور داؤد کو زبور عنایت کی۔ اس آیت کے دو ٹکڑوں میں واو کے [illegible]

Marfat.com

ملائے گئے ہیں۔ اگر واو کا معنی یہاں اور کیا جاوے تو یہ دو توجیہ وبالکل ایک دوسرے سے غیر متعلق اور علیحدہ ہو جاتے ہیں اور کوئی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ کہ کیوں ان دونوں جزوں کو ایک ہی آیت میں لایا جاوے اور واو سے ان کو ملایا جاوے۔ البتہ اگر واو کا معنی مثلاً کیا جاوے تو دو توجیہ وایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہو جاتے ہیں۔ اور فضیلت کا قرآنی مفہوم بھی واضح ہو جاتا ہے۔ مثلاً داؤد کو زبور عنایت کی۔ قرآن میں متعدد موقعوں پر باہمی فضیلت انبیاء کا ذکر ہے۔ حالانکہ صحیح احادیث میں انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت دینے سے منع کیا گیا ہے۔

قرآن اور احادیث میں باہم مطابقت پیدا کرنے کی غرض سے علماء نے بڑی لمبی چوڑی بحثیں کی ہیں اور بتلایا ہے کہ فضیلت کس وقت اور کس حیثیت سے دینی چاہیے اور کس وقت نہ دینی چاہیے گویا انہوں نے یہ جتانے کی کوشش کی ہے کہ قرآن کی آیت کا محل اور ہے اور حدیث کا محل اور۔ اسلئے ان میں تضاد نہیں۔ مگر آیت بالا میں واو کا معنی مثلاً کرنے سے سب معاملہ روز روشن کی طرح صاف ہو جاتا ہے اور پوری طرح سے واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن میں باہمی فضیلت انبیاء کے ذکر کا کیا مطلب ہے قرآن کی ایک واو جو آیت بالا کے دونوں جزوں کے درمیان آئی ہوئی ہے علمائے کرام کے کئی صفحوں سے زیادہ قیمتی۔ زیادہ شارح اور زیادہ دلنشین ہے بشرطیکہ اس واو کو سمجھا جاوے کہ اُس کا کیا معنی ہے۔ اس واو نے ہمیں بتا دیا کہ ہر پیغمبر کو اللہ نے جو جو خصوصیات دی تھیں انہی کو قرآن فضیلت کے لفظ سے ظاہر کرتا ہے۔ حضرت موسٰی کو اللہ نے عصا اور ید بیضا دیا تھا اور اُس پر وحی تکلمی کی صورت سے نازل ہوا تھا۔ قرآن کی زبان میں انہی کو موسٰی کی فضیلت نامزد کیا گیا ہے۔ داؤد کو زبور عنایت ہوئی تھی جس میں اللہ کی حمد و ثنا کا بیان ایک ایسے انداز سے تھا جس سے طیور اور بہائم بھی متاثر ہوتے تھے۔ انہی کو داؤد کی فضیلت کہا گیا ہے۔ یعنی قرآن ہر پیغمبر پہ اللہ کے مخصوص انعام کو اُس کی فضیلت شمار کرتا ہے۔ مگر دنیا میں فضیلت کے لفظ کا مفہوم اس سے مختلف ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ زید عمرو سے افضل ہے۔ اس وقت ہماری نگاہ کئی ایک خامیوں پہ ہوتی ہے جو عمرو کے اندر ہوتی ہیں۔ مگر زید میں نہیں ہوتیں۔ یا ان خوبیوں پہ ہوتی ہے۔ جو عمرو کے اندر نہیں ہوتیں۔ مگر زید میں ہوتی ہیں۔ گویا ایک کی تنقیص اور دوسرے کی تمجید۔ دونوں پہلو یا کم از کم ایک پہلو مد نظر ہوتا ہے۔ حدیث میں اس باہمی فضیلت انبیاء سے منع کیا گیا ہے ۔

Marfat.com

حروف استفہام

حروف عطف کے بعد دوسرا درجہ حروف استفہام کا ہے۔ عربی میں أ ۔ أَدَ ۔ أَفَ ۔ أم ۔ ھل ۔ یہ سب حروف استفہام ہیں۔ مگر درسی کتب متداولہ والے صرف ءَ اور ھل کو حروف استفہام لکھتے ہیں۔ ہم نے معنی کے لحاظ سے سب کو حروف استفہام مان لیا ہے۔ ان سب کے معنوں میں کچھ نہ کچھ فرق ہے۔ چاہیے کہ ہر حرف کا معنی اپنے مقام استعمال کے مطابق علیحدہ علیحدہ ہو۔ مگر عام مترجمین صاحبان سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکتے ہیں۔ اور سب کا معنی "کیا" کے لفظ سے کرتے ہیں۔ خاکسار کے خیال میں ان کا معنی اس طرح ہونا چاہیے ءَ کا معنی "کیا"۔ أَدَ کا معنی "بھلا"۔ أَفَ کا معنی "کیوں" یا "پس کیا"۔ ھل کا معنی "کیا نہیں"۔ اور أم کا معنی "بھلا ہو سکتا ہے"۔

ہر زبان میں سوالیہ جملے پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ استخباری ۔ اِنکاری ۔ اقراری ۔ تقریری ۔ توبیخی

ان میں سے استفہام استخباری اور انکاری کے لئے ءَ آتا ہے اور استفہام اقراری کے لئے بھی ءَ آتا ہے۔ جب اُس کے بعد فعل منفی ہو۔ مثلاً ءَضرب زیدٌ عمرًا "کیا زید نے عمرو کو مارا ہے" اگر یہ استفہام استخباری ہو۔ تو متکلم کا مقصود مخاطب سے صرف پوچھنا ہوتا ہے کہ آیا زید نے عمرو کو مارا ہے یا نہ۔ لیکن یہی جملہ استفہام انکاری بھی ہو سکتا ہے اور وہ اس طرح کہ عربی میں ضَرَبَ پر اور اردو میں "مارا ہے" پر زور دو اور سوالیہ لہجہ اختیار کرو۔ تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ متکلم اس بات سے انکار کرتا ہے کہ زید نے عمرو کو مارا ہو۔ اور اگر ضَرَبَ مثبت فعل کی بجائے ماضَرَبَ منفی فعل ہو۔ تو یہ جملہ استفہام اقراری ہوگا۔ اور اس کا معنی ہوگا کہ متکلم اقرار کرتا ہے کہ زید نے عمرو کو مارا ہے۔ اب اگر اسی جملہ میں ءَ کے بجائے ھل رکھ دیں۔ تو علمائے کرام ان دونوں جملوں میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ مگر فی الحقیقت ان دونوں میں بہت فرق ہے پہلا یہ کہ ھل کے ساتھ فعل منفی کبھی نہیں آتا جب کبھی "ھل" استعمال ہوتا ہے مثبت فعل کے ساتھ ہوتا ہے۔ اگر ھل اور ھمزہ دونوں یکساں معنوں کے ساتھ حروف استفہام ہوتے۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ "ھل" کے ساتھ کیوں ہمیشہ مثبت فعل آتا منفی نہ آتا حقیقت یہ ہے کہ ھل میں نفی کا معنی پہلے سے موجود ہے بفصلہ ذیل سطور میں ھل کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ راقم کا اپنا اجتہاد ہے۔

Marfat.com

وہ صحیح ہو اور ممکن ہے نہ ہو لیکن وہ اس قابل ضرور ہے کہ اس کے بارہ میں مزید تحقیقات کی جاوے۔ میرے خیال میں **ھل** اصل میں **ءَ لَا** تھا۔ آخری الف گرا دیا گیا۔ **ءَ ل** ہوگیا۔ اور **ءَل** سے **ھل** بنا۔ پس **ھل** کا معنی ہے کیا نہیں۔ اور یہ ہمیشہ استفہام تقریری کے لیے ہوتا ہے یا استفہام اقراری کے لیے ہوا۔ استفہام تقریری کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ متکلم جو کچھ کہتا ہے۔ وہ اس کا مظنون ہے اور اس مظنون کو وہ مخاطب سے تسلیم کرانا چاہتا ہے۔ عربی تفسیروں میں استفہام اقراری اور تقریری کے الفاظ کو خلط ملط کر دیا گیا ہے جہاں ان کو "استفہام اقراری" لکھنا چاہیے وہاں "استفہام تقریری" کے الفاظ لکھ دیتے ہیں۔ اردو میں استفہام تقریری کے لیے "کیا" کا لفظ استعمال نہیں کرتے بلکہ فقرہ کے آخر میں "ناں" یا "تو" لگا دیتے ہیں۔ مثلاً سوال بالا یعنی **ءَ ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا** کو جب استفہام تقریری کی صورت میں اردو میں ادا کریں گے۔ تو اس طرح کہیں گے "زید نے عمرو کو مارا ہے تو" یا "زید نے عمرو کو مارا ہے ناں"۔ سودا ذیل کی رباعی میں استفہام تقریری کو ادا کرتا ہے ؎

سودا پئے دنیا تو بہر سو کب تک　　آوارہ ازیں کوچہ بآں کو کب تک
حاصل اس سے ناں یہی ہے کہ دنیا ہووے　　ہم نے مانا کہ ہوا یوں بھی تو پھر تو کب تک

کلام پاک میں استفہام تقریری کے ادا کرنے کے لئے صرف **ھل** مخصوص ہے۔ مگر مترجم صاحبان کی رائے میں استفہام تقریری سارے قرآن میں کسی جگہ نہیں آیا۔ کیونکہ وہ **ھل** کو **ءَ** کا مترادف سمجھ کے **ھل** والی آیت کو استفہام انکاری بنا دیتے ہیں۔ مثلاً سورہ رعد میں **آیت نمبر ۱۶** ہے "**ھَلْ یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ**" کا جملہ ہے۔ یہ اصل میں استفہام تقریری ہے۔ اس کا معنی ہے "اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہیں تو"۔ مگر **ھل** کو **ءَ** کے معنوں میں لے کے تمام مترجمین اس کا معنی یوں کرتے ہیں "کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہیں؟" چونکہ یہ استفہام انکاری ہے اس واسطے اس کا مفہوم ہے "اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہیں"۔ اور یہ وہی بات ہے جو جملہ بالا کو **ھل** کے اصل معنوں کے ساتھ استفہام تقریری بنا کے ہم پہلے لکھ آئے ہیں۔ **ھَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ**۔ کا جملہ بھی اسی قبیل سے استفہام تقریری ہے۔ اس کا معنی ہے "تم آسمان کے اندر کوئی شگاف نہیں دیکھتے تو؟" مگر تمام مترجمین اس کا معنی کرتے ہیں "کیا تم آسمان کے اندر کوئی شگاف دیکھتے ہو؟" تقریر بالا کا مطلب یہ ہے کہ جب **ھل** کو اپنے اصلی صحیح معنوں میں لے کے کوئی جملہ استفہام تقریری کی صورت میں بولا جاوے۔ پھر اس جملہ میں اگر **ھل** کو ھمزہ کے معنوں میں لے لیا جاوے۔ اور استفہام کو استفہام انکاری سمجھا جاوے۔ تو مفہوم ایک ہی رہتا ہے مگر اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے

کہ ھل استفہام تقریری کے لئے نہیں ہوتا۔ بلکہ استفہام اقراری کے لئے ہوتا ہے۔ مثلاً سورہ یوسف رکوع ۱۰ میں جب حضرت یوسفؑ اپنے آپ کو اپنے بھائیوں پر ظاہر کرتا ہے تو کہتا ہے هَلْ عَلِمْتُم مَّا فَعَلْتُم بِيُوسُفَ وَأَخِيهِ (ترجمہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم نے یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا) اگر ھل کو ھمزہ کے معنوں میں لے کر یوں معنی کیا جاوے "کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم نے یوسفؑ اور اُسکے بھائی کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا" جیسا کہ عام مترجمین کرتے ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ یہ استفہام استفہام انکاری نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا اُسے لامحالہ استفہام استخباری ماننا پڑیگا۔ مگر استفہام استخباری بے محل ہے۔ یوسفؑ کس طرح اپنے بھائیوں سے یہ سوال پوچھ سکتا ہے کہ آیا تم کو معلوم ہے یا معلوم نہیں۔ ھل کے معنوں میں یہ گڑبڑ جو عام مترجمین نے ڈالی ہوئی ہے۔ زیادہ واضح اور نمایاں ہو جاتی ہے جب فقرہ ایسا ہو جو استفہام استخباری کسی طرح سے نہ ہو سکے۔ مثلاً سورہ دہر کے شروع شروع میں یہ آیت ہے هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا ترجمہ (کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گذرا جبکہ وہ کوئی قابل ذکر چیز نہ تھا) یہاں ھل کو ھمزہ کے معنوں میں کسی طرح نہیں لے سکتے پس مترجمین کو مشکل پیش آئی جس کو انہوں نے یوں حل کیا کہ ھل کے تین استعمال بنا دیئے۔ ایک استفہامیہ بمعنی کیا۔ دوسرا حرف تاکید بمعنی البتہ ضرور تیسرا حرف نفی بمعنی نہیں۔ خاکسار کے نزدیک یہ غلط ہے ھل ہمیشہ حرف استفہام ہوتا ہے بمعنی کیا نہیں۔ اور وہ کبھی استفہام اقراری کے لئے ہوتا ہے اور کبھی استفہام تقریری کے لئے۔ ضرور ہے کہ علمائے کرام اس پر پوری طرح سے غور فرما دیں۔ اگر واقعی ھل کا معنی "کیا" کی بجائے "کیا نہیں" ہوئے۔ تو تمام ترجمے جو اس وقت تک چھپ چکے ہیں ترمیم طلب ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ عربی نحو اور عربی لغات کی کتابیں میرے خلاف ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ ان کتابوں کے بنانے میں قرآن مجید سے بہت بڑی مدد لی گئی ہے۔ اور جب قرآن ہی کو نہ سمجھا گیا۔ تو ان کی شہادت کسی طرح ہمارے خلاف نہیں ہو سکتی۔ اصل چیز قرآن مجید ہے۔ اور اُسی پر غور کرنا چاہئے۔ ھل کے متعلق جو دو باتیں تحقیق طلب ہیں یہ ہیں کہ ھل ہمیشہ کلام پاک میں مثبت فعل کے ساتھ آتا ہے اور دوسری یہ کہ اگر تشریح بالا کو غلط تصور کیا جاوے تو استفہام تقریری کا وجود سارے قرآن میں کہیں نہیں رہتا۔ ضرور ہے کہ ان دونوں شکوک کا جواب دیا جاوے؛ اور اسی لئے میں اس معاملہ کو علمائے کرام کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ وہ غور فرما کے فیصلہ دیویں ❖

۱ اَمْ کا معنی بھی کیا کے لفظ سے کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی غلط ہے۔ ام دو قسم [illegible] ہے۔ متصلہ اور منقطعہ جب ام سے پہلے فقرہ میں ھمزہ استفہامیہ ہو اور [illegible]

Marfat.com

تو اسے اَمْ متصلہ کہتے ہیں جیسے ءَ زَیْدٌ عِنْدَكَ اَمْ عَمْرٌو۔ کیا زید تمہارے پاس ہے یا عمرو۔ یہ اَمْ عاطفہ ہے۔ مگر جب اَمْ سے پہلے کوئی همزہ نہ ہو۔ تو وہ اَمْ منقطعہ کہلاتا ہے اور ہمیشہ استفہام توبیخی کے لئے استعمال ہوتا ہے یعنی اس کے ذریعہ متکلم مخاطب کو زجر و توبیخ یا ملامت کرتا ہے جس میں کہ معنی ہونا چاہیے "بھلا ہو سکتا ہے"۔ جیسے اَمْ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ۔ اس استفہام میں متکلم اپنا تعجب اور اپنی حیرانگی ظاہر کرتا ہے اور خدا کا شریک بنانے والوں کو ان کی کم عقلی پر ملامت کرتا ہے۔ تمام مترجمین صاحبان اس کا معنی بھی همزہ کے موافق "کیا" کے لفظ سے کرتے ہیں جو ہمارے نزدیک غلط ہے

نوٹ:۔ استفہام توبیخی کی اصطلاح خود ساختہ ہے،،

حرف ردع (کَلَّا)

حروف استفہام کے بعد تیسرے درجہ پر حرف کَلَّا ہے۔ عام طور پر عربی کا ہر مبتدی جانتا ہے کہ کَلَّا حرف ردع ہے۔ یعنی کَلَّا سے پہلے یا ساتھ جو بیان ہوا ہے اُسکی تاکید کے ساتھ نفی کرتا ہے۔ اردو میں بھی ٹھیک اس کا یہی استعمال ہے۔ ہر اردو خواں کو حاشا وکلا کا استعمال بخوبی معلوم ہے کہ وہ کس موقعہ پر بولے جاتے ہیں۔ کَلَّا اصل میں كَلْ، لَا تھا۔ کثرت استعمال سے کَلَّا بن گیا۔ کلام مجید کے آخری تین پاروں میں یہ لفظ بکثرت آیا ہے مگر بعض بعض جگہوں پر صاف نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کس چیز کی نفی کے لئے لایا گیا ہے۔ اگر سابقہ مفہوم کی نفی سمجھی جائے تو اس سے مطلب الٹ جاتا ہے۔ اس واسطے مترجمین کو مشکل پیش آئی۔ اور انہوں نے مجبوراً کَلَّا کا ایک اور معنی تجویز کیا یعنی "بیشک"۔ "یقیناً"۔ مثلاً سورہ مدثر کی آیت ۳۱ کا آخری حصہ اور آیات ۳۲ و ۳۳ اس طرح پر ہے وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ ۝ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذْ أَدْبَرَ ۝ هِيَ کی ضمیر سقر کی طرف جاتی ہے جس کا پیچھے ذکر ہو رہا ہے۔ پس ان آیات کا آیت ۳۵ تک معنی یوں ہے۔ دوزخ انسان کے لئے صرف نصیحت ہے۔ ہرگز نہیں۔ چاند کی قسم۔ رخصت ہونے والی رات کی قسم۔ روشن ہونے والی صبح کی قسم۔ دوزخ بھاری مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہے یہاں کَلَّا کا لفظ لا کے دوزخ کے بطور نصیحت ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ جو مترجمین کو صحیح معلوم نہ ہوئی۔ اس واسطے انہوں نے کَلَّا کا ایک اور معنی تجویز کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ "مَا هِيَ إِلَّا ذِكْرَىٰ لِلْبَشَرِ"۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے نہیں بلکہ منکرین کے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے

نے یہاں نقل کیا ہے منکرین کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی نصیحت کے سوا دوزخ کی کچھ بھی اہمیت نہیں۔ ان کا یہی دعوے ہے جس کی اللہ تعالےٰ نے کَلَّا کا لفظ لا کے تردید کر دی۔ اور پھر مختلف قسمیں کھا کے یقین دلایا ہے کہ دوزخ بڑی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت ہے یعنی وہ واقعتاً وجود رکھتی ہے اور منکرین کے لئے باعث عذاب ہے۔ ایسا نہیں کہ اُسے انسان کی نصیحت پذیری کے لئے فرض کر لیا گیا ہو۔ اور بس کَلَّا کے متعلق بحث کرتے ہوئے جو بات یقینی طور پر کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں کَلَّا کسی ایسے موقعہ پر استعمال نہیں ہوا جہاں وہ سابقہ یا لاحقہ مضمون کی پُرزور نفی کے لئے نہ ہو۔ کبھی نفی اس بات کی ہوتی ہے کہ ایسا نہیں ہے اور کبھی اس بات کی کہ ایسا نہیں کرنا چاہیئے۔ مگر مترجمین حقیقت کو نظرانداز کر کے اس کا معنیٰ "یقیناً" ضرور کر لیتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ہی لفظ کے بالکل دو متضاد معنی کئے جاویں۔ اسی طرح پر متکلم کے کلام سے امن اُٹھ جاتا ہے اور کچھ نہیں معلوم ہو سکتا کہ آیا وہ "ہاں" کر رہا ہے یا "ناں"۔ لفظ ھل کے موافق یہاں بھی نحو اور لغت کی شہادت میرے خلاف ہے جس کی وجہ وہی ہے جو حرف ھل میں لکھی گئی ہے۔

مَن (موصولہ یا استفہامیہ)

بعض جگہوں پر مَن کا لفظ بھی قرآنی مفہوم کے سمجھنے میں ایک گرہ ثابت ہوتا ہے۔ بالخصوص جبکہ وہ دوسرے حروف اَ یا اِلا وغیرہ کے ساتھ مرکب ہو کے آیا ہو۔ وجہ مغالطہ کی یہ ہوا کرتی ہے کہ کبھی مَن استفہامیہ ہوتا ہے اور کبھی موصولہ۔ سورہ زمر کی آیت ۲۳ میں اللہ تعالےٰ قرآن مجید کی تعریف فرماتا ہے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ وہ ایک کتاب ہے جس کے سننے سے خدا سے ڈرنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ان کے دل نرم ہو جاتے ہیں وغیرہ۔ اُس کے بعد آیت ۲۴ یوں ہے۔ اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط (ترجمہ) پس کیا کوئی ہے جو اپنے آپ کو قیامت کے دن سخت عذاب سے بچائے۔ اس آیت کے شروع میں اَفَمَنْ کا لفظ ہے جو دو جزوں سے مرکب ہے اَفَ اور مَنْ۔ اَفَ حرف استفہام ہے جس کا معنیٰ ہے "پس کیا" یا "کیوں" اور مَن حرف استفہام اور اسم موصول دونوں ہو سکتا ہے۔ اگر اسے اسم موصول بنایا جاوے تو اس کے آگے جواب صلہ درج نہیں۔ اُسے ظاہر کرنا چاہئے۔ اور اگر اسے حرف استفہام سمجھا جاوے تو سوال اٹھتا ہے کہ اَفَ اور مَنْ دو حروف استفہام اکٹھے کیسے آ گئے۔ حالانکہ بیسیوں موقعوں پر ایسا ہوتا رہتا ہے۔ مترجمین نے مَن کو موصولہ سمجھا اور یہ پرواہ نہ کی کہ موصول کے بعد جب تک جواب صلہ نہ بات پوری

اور مخاطب منتظر رہ جاتا ہے ہمارے نزدیک یہ موصولہ نہیں بلکہ استفہامیہ ہے اسی طرح اور بھی متعدد جگہوں پر یہ مغالطہ ہوتا رہتا ہے سورہ رعد کی آیت ۳۳ کی بھی یہی کیفیت ہے سورہ ملک کی آیات ۲۰ و ۲۱ کا اَمَّنْ بھی باعث پریشانی ہے۔ ہر دو آیات میں اَمَّنْ کے بعد ھذا الذی ہے بلکہ آیت ۲۰ میں ھو کا اضافہ بھی ہے مترجمین نے ان سب الفاظ کا معنی ٹھیک اسی طرح سے کیا ہے جیسے کہ صرف من الذی ہوتا۔ سوال یہ ہے کہ اگر مقصود ایزدی محض من الذی تھا۔ تو پھر اتنے الفاظ "امن ھذا الذی ھو" کیوں لائے گئے حالانکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ کلام الٰہی میں کوئی لفظ زائد از ضرورت نہیں۔ ہم جہاں تک سمجھ سکے ہیں اس آیت کا تعلق پچھلی آیت نمبر ۱۹ کے ساتھ ہے۔ جہاں اللہ نے استعجاب فرمایا ہے کہ کیا لوگوں نے اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھا جو کبھی پر پھیلا دیتے ہیں اور کبھی سکیڑ لیتے ہیں جن کو اللہ ہی نے تھاما ہوا ہے مفصل بحث کتاب تفسیر میں ملے گی۔

بل (حرف اضراب و ترقی)

عربی کا "بل" اردو کے بلکہ کے بالکل مترادف ہے جب کبھی اردو عبارت میں بلکہ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے پہلے کسی چیز کا ذکر ضرور ہوتا ہے جس کی نفی کی جاتی ہے یا جس کے اوپر ترقی اور زیادتی کا اظہار بلکہ سے کیا جاتا ہے جیسے میرے پاس زید نہیں آیا۔ بلکہ عمرو آیا ہے۔ وہ صرف مسافر ہے۔ بلکہ بیمار بھی ہے۔ مثال اول میں زید کے آنے کی نفی کی گئی ہے اور مثال دوم میں مسافرت پر بیماری کا اضافہ کیا گیا ہے قرآن پاک میں یہ دونوں باتیں بالعموم بالکل محذوف ہوتی ہیں۔ ہر مترجم کا فرض ہے کہ وہ ترجمہ کرتے ہوئے ان کو ظاہر کرے۔ اگر وہ ظاہر نہ کی جاویں۔ تو عبارت پھیکی اور بدمزہ ہو جاتی ہے۔ بل کے دونوں قسموں کی مثالیں قرآن مجید میں کثرت سے ہیں اور معمولی تلاش سے مل سکتی ہیں مترجم صاحبان محذوف عبارت کو ظاہر نہ کر کے قرآن کے اثر کو کم کر دیتے ہیں مثلاً سورہ زخرف کی آیت ۲۸ و ۲۹ کو دیکھو۔ آیت ۲۸ کا خاتمہ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ پر ہے اور آیت ۲۹ کا آغاز بَلْ مَتَّعْتُ ھٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَھُمْ سے ہے۔ یہاں بل کے معنی میں یہ بات شامل ہے۔ کہ انہوں نے رجوع نہ کیا۔ پھر بھی ہم نے ان کو اور ان کے آباؤ و اجداد کو سامان دنیا سے بہرہ مند کیے رکھا۔ گویا بل کا معنی یہاں سابقہ مضمون کی نفی کے ساتھ "پھر بھی" ہے مگر جتنے ترجمے خاکسار نے دیکھے ہیں کسی نے بل کے اس مفہوم کو الفاظ میں واضح نہیں کیا۔

ترجمہ کی بعض دیگر مشکلات

۱۔ قرآن مجید میں اس قسم کی مثالیں کثرت سے ہیں کہ اللہ ایک بات کہتا ہے مگر مقصود اصلی وہ بات نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ نتیجہ ہوتا ہے جو اس سے پیدا ہوتا ہے۔ اردو میں بھی یہ طریقۂ کلام بہت مروج ہے۔ مثلاً ہمارے پاس ایک فقیر آتا ہے۔ ہم اسے حسب توفیق کچھ دیتے ہیں۔ وہ زیادہ کے لئے اصرار کرتا ہے ہم کہتے ہیں۔ فقیر صاحب! اس شہر میں اور بھی دینے والے بہت ہیں۔ ہمارے مدعا کو فقیر سمجھ جاتا ہے اور چل دیتا ہے۔ حالانکہ ہم نے صریح الفاظ میں مزید خیرات دینے سے انکار نہیں کیا۔ بعینہٖ اسی طرح اللہ ایک موقعہ پر ارشاد کرتا ہے۔ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃٌ (سورہ زمر آیت ۱۰) مقصود خداوندی یہ نہیں کہ وہ اپنی زمین کی وسعت بتائے۔ بلکہ یہ ہے کہ اگر کافر تمہیں مکہ میں نہیں رہنے دیتے اور تم کو کفر کی طرف لوٹانا چاہتے ہیں تو مکہ چھوڑ دو اور ہجرت کر جاؤ۔ ایک دوسرے موقعہ پر فرماتا ہے۔ اِنَّا خَلَقْنٰھُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ (سورہ صفات آیت ۱۱) مقصود خداوندی یہ بتانا نہیں کہ ہم نے انسان کو کیسی مٹی سے پیدا کیا۔ بلکہ یہ ہے کہ تم لیسدار مٹی سے پیدا ہوئے ہو۔ لیسدار مٹی کے اوصاف پیدا کرو نرم اور ملائم ہو۔ تند۔ تیز اور سخت نہ ہو۔ آپ خود ہی سوچیں کہ کلام پاک کا ترجمہ کرتے ہوئے اگر ہم اصل مدعائے ایزدی کو ظاہر نہ کریں۔ اور یوں ہی عربی عبارت کو اردو الفاظ کا لباس پہنا دیں۔ تو ذی فہم طبقہ میں سے کون ہماری اس کوشش کو مستحسن سمجھے گا۔

۲۔ اکثر اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ ایک بات کہتا ہے لیکن جس غرض سے کہتا ہے وہ الفاظ میں صاف طور پر بتائی ہوئی نہیں ہوتی۔ اس واسطے مقصود خداوندی سمجھا نہیں جاتا جس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ الفاظ کے سیدھے سادہ معنوں کو الٹ دیا جاتا ہے۔ دوسرے سیپارہ کے شروع میں اللہ تعالےٰ تبدیلی قبلہ کا حکم دیتا ہے جس پر کافروں اور یہودیوں میں بہت چہ میگوئیاں ہوئیں۔ منافقوں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملادی اور یہ کہا جانے لگا کہ اگر نماز سے غرض خدا کی عبادت ہے تو وہ کسی سمت میں منہ کرنے سے پوری ہو جاتی ہے۔ اور اگر سمت کے مقرر کرنے کا یہ مطلب ہے کہ مسلمانوں کے اندر یکسانیت۔ باقاعدگی اور ہم رنگی پیدا ہو۔ تو جو سمت مقرر ہو چکی تھی۔ اسی کو رہنے دیا جاتا۔ سمت کے بدلنے کا باعث اس کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا نے اپنے بیٹھنے کے لئے ایک سمت اور ایک جگہ خاص کر لی ہے یا یہ نہیں۔ تو یہ ہے کہ رسول خدا کعبہ کی عبادت کرانا چاہتا ہے۔ موخرالذکر صورت میں اسلام اور

Marfat.com

بت پرستی میں کر دینا ٹھیک نہیں۔ ان اعتراضات کو سن سن کے بہت سے مسلمان بھی ڈانوان ڈول ہو گئے۔ اور وہ سمجھنے لگے کہ اعتراضات بالکل ٹھیک ہیں پس ضرور تھا کہ اللہ تبدیلی سمت کے وجوہات بتاتا۔ چنانچہ دوسرے سیپارہ کے دوسرے رکوع میں وہ وجوہات بیان کئے۔ مگر الفاظ کچھ اس قسم کے ہیں کہ ان وجوہات کو وجوہات سمجھنا دشوار ہے۔ پس اللہ کے ان الفاظ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ اِيْمَانَكُمْ ط کا معنی عقدہ لاینحل بن گیا۔ اور مفسرین نے اس کی یوں توجیہہ کی کہ یہاں ایمان سے مراد نماز ہے۔ گویا اللہ یہ کہتا ہے کہ تبدیلی سمت سے پہلے جو نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی گئی ہیں۔ اللہ ان کو ضائع نہیں کرے گا۔ آپ خود ہی غور فرماویں۔ کہ کس عقل و دانش کی رو سے پہلی نمازوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو سکتا تھا۔ کیونکہ وہ رسول اللہ کی پیروی میں اور رسول اللہ کے حکم سے پڑھی گئی تھیں۔ پس اس کہنے کا کوئی معنی نہیں کہ اللہ نے تمہاری پہلی نمازیں ضائع نہیں کیں۔ اللہ تو یہ کہنا چاہتا ہے کہ تبدیلی قبلہ کے معاملہ میں پیدا شدہ شکوک کی بنا پہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان کو ضائع نہیں ہونے دے گا اور وہ وجوہات تم کو بتائے گا جو اس کی تبدیلی کا باعث ہوئے ہیں۔ تاکہ تمہارے ایمان ڈانواں ڈول نہ ہو جاویں۔ محض اس بات کے نہ سمجھنے سے ایمان کا معنی نماز کر دیا گیا۔ جو کسی طرح موزوں نہیں ؛

۳ ۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ ایک بات کہہ رہا ہوتا ہے۔ دفعتاً معلوم ہوتا ہے کہ جملہ معترضہ کے بغیر مضمون بدل گیا ہے۔ دو چار سطروں کے بعد پھر وہی سابقہ مضمون آجاتا ہے اور بیچ والی بات جس طرح اچانک آئی تھی۔ ویسے ہی اچانک گم ہو جاتی ہے۔ مثلاً سورہ بقرہ کے رکوع ۱۹ میں اللہ صبر کرنے کی خوبیاں بیان فرمارہا ہے۔ رکوع کے شروع میں استعانت صبر و صلوٰۃ کا مضمون ہے۔ جو آیت ۱۵۳ سے ۱۵۷ تک برابر چلا جاتا ہے۔ پھر آیت ۱۵۸ میں صفا اور مروہ کا اور ان کے درمیان سعی کا حکم آجاتا ہے اور پھر کتمان احکام خداوندی سے ڈرا کے رکوع کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ صفا اور مروہ کا صبر و صلوٰۃ کے ساتھ کیا تعلق ہے جو ان دونوں کو یکے بعد دیگرے بیان کیا۔ جب تک ترجمہ میں اس تعلق کو ظاہر نہ کیا جاوے مترجم اپنے فرض ترجمہ سے قاصر رہتا ہے ؛

۴ ۔ قیامتیں تین ہیں۔ صغریٰ۔ وسطیٰ۔ کبریٰ۔ صغریٰ انفرادی موت ہے۔ وسطیٰ کسی قوم کی موت ہے۔ اور کبریٰ ساری دنیا کی موت ہے۔ قرآن کریم بہت موقعوں پر قیامت وسطیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ مگر مفسرین کرام جہاں کہیں ساعت کا لفظ دیکھتے ہیں

Marfat.com

ان کی توجہ قیامت کبریٰ کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ حالانکہ سیاق و سباق پکار پکار کر
رہے ہوتے ہیں۔ کہ مراد ہلاکت دنیوی ہے جو کسی قوم کو نافرمانی خدا سے پیش آتی ہے۔ اسی
طرح بہشت۔ دوزخ اور ان کی نعمتوں یا مصیبتوں کی کیفیت ہے۔ آخرت کے بہشت
دوزخ کے علاوہ اس دنیا کا بھی ایک بہشت دوزخ ہے۔ اور اللہ تعالے متعدد موقعوں پر
اُسے بیان فرماتا ہے۔ مگر مفسرین کرام نے ایک نہ ٹوٹنے والا دستور بنا لیا ہے۔ کہ وہ ان
الفاظ سے آخری بہشت دوزخ کے علاوہ کبھی کوئی دوسری چیز مراد نہیں لیتے۔ دیکھو
سورہ محمدؐ۔ رکوع دوسرا۔ آیت ۱۸۔ اور سورہ ابراہیمؑ آیات ۴۲-۴۳-۴۴۔

۵۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عربی کے کسی لفظ کے متعارف معنی کو چھوڑ کے اُس سے
ملتا جلتا معنی اختیار کرنا پڑتا ہے۔ ورنہ مضمون دور از فہم اور اجنبی ہو جاتا ہے۔ مثلاً ذُنُب
کا معنی بالعموم گناہ کیا جاتا ہے۔ یعنی اخلاقی کمزوری۔ مگر قرآن کریم متعدد موقعوں پر اُسے
دنیاوی کمزوری کے لئے استعمال کرتا ہے۔ سورہ فتح کے شروع شروع میں صلح حدیبیہ کو
ایک نمایاں کامیابی قرار دیتے ہوئے اللہ فرماتا ہے کہ اس فتح کی غرض و غایت یہ ہے
کہ اللہ تعالے تمہارے اگلے پچھلے ذنوب معاف فرما دیوے۔ اب ظاہر ہے کہ کامیابی اور
اگلے پچھلے گناہوں کی معافی میں باہمی کوئی تعلق نہیں۔ جس کی بنا پہ ایک کو دوسرے کا نتیجہ
قرار دیا جاوے۔ علاوہ ازیں اگر رسول کریمؐ کو گناہوں سے آلودہ تصور کیا جاوے۔ تو
دین کی ساری عمارت دھڑام سے نیچے گر پڑتی ہے۔ عصمت انبیاء اسلام کا ایک مسلمہ
مسئلہ ہے۔ جب سرتاج انبیاء خاتم النبیینؐ کی نسبت یہ تسلیم کر لیا جاوے کہ ان سے
گناہ سرزد ہوتے تھے۔ تو پھر دوسرے انبیاء کا کہاں ٹھکانا رہتا ہے۔ قرآن پاک کے
اس مقام کی تفسیر میں علمائے کرام نے صفحوں کے صفحے لکھ ڈالے۔ مگر کوئی ایسی بات نہ بنا سکے
جو دل کو لگتی۔ لغت کو دیکھا جاوے تو ذَنب کا معنی کمزوری زیادہ مناسب ہے
بہ نسبت گناہ کے۔ ذَنب اور ذَنَب مشابہ الفاظ ہیں۔ اور جیسے وہ صورۃً مشابہ
ہیں ویسے معناً بھی ہیں۔ ذَنَب کا مسلمہ معنی دُم ہے۔ دُم سارے بدن میں ایک
کمزور حصہ ہے۔ اسی لئے ذَنب کو لغت میں کمزوری کے مترادف ہونا چاہئے کمزوری
تین قسم ہے۔ جسمانی۔ مالی۔ اخلاقی۔ اخلاقی کمزوری کا دوسرا نام گناہ ہے۔ مالی
کمزوری مفلسی ہے اور جسمانی کمزوری ضعف و ناطاقتی ہے۔ عرف عام نے ذَنب کو

Marfat.com

اخلاقی کمزوری یعنی گناہ سے مخصوص کر دیا۔ حالانکہ لغت میں ایسی کوئی تخصیص نہیں ہونی چاہیئے۔ قرآن کریم جہاں بھی اس لفظ کو رسول کریمؐ یا کسی اور نبی کے لئے استعمال کرتا ہے۔ وہاں مراد دنیوی یا مادی کمزوری ہوتی ہے۔ انہی معنوں میں ذنب سورہ محمد کی آیت ۱۹ میں ہے جہاں اللہ نے اپنے رسول کو مسلمانوں کی کمزوریوں سے حفاظت مانگنے کی دعا کی ہدایت کی تاکہ جہاد کے وقت مسلمان کوئی کمزوری نہ دکھائیں۔

اردو میں بھی بسا اوقات کمزوری اور مفلسی کو گناہ کے لفظ سے موسوم کیا جاتا ہے مثلاً ایک فقیر ہمارے پاس آتا ہے۔ اور اپنی مفلسی کا رونا روتا ہے اور مختلف تکالیف بیان کرتا ہے۔ میں اُسے جواب دیتا ہوں۔ بابا! مت گھبراؤ۔ اس دنیا میں مفلسی بھی جرم ہے جس کی سزا مفلس لوگوں کو بھگتنی پڑتی ہے۔ عربی کے مفصلہ ذیل مصرعہ میں بھی ذنب سے مراد معروف گناہ نہیں۔ ے

وجودک ذنب لایقاس بہ الذنب

ظاہر ہے کہ یہاں ذنب سے مراد اخلاقی گناہ نہیں ہو سکتا۔ جسمانی گناہ ہے۔ یعنی تیرا زندہ رہنا ہی جرم ہے۔ جب مترجم صاحبان ایمان کا معنی نماز کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ ہم پہلے ما کان اللہ لیضیع ایمانکم کی تشریح کرتے ہوئے دکھلا چکے ہیں۔ جب وہ باس کا معنی ظلم کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ ہم سورہ رعد کی آیت ۳۱ کی تنقید میں درج کر آئے ہیں۔ تو اس میں کون سی بڑی مشکل ہے کہ ذنب کا معنی مادی کمزوری نہ کیا جا سکے۔ ے

جو تم چاہو۔ وہ ہو جائے جو میں چاہوں تو فرماؤ کہ ایسا ہو نہیں سکتا

مفصلہ بالا بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مترجم کو ترجمہ کے لئے محض قرآنی الفاظ کے متعارف معنوں پر منحصر نہ رہنا چاہیئے۔ بلکہ اُسے اختیار ہونا چاہیئے۔ کہ وہ ایسی کمی بیشی یا تبدیلی کرے جس سے معنی صاف اور مدعائے ایزدی پورا واضح ہو جاوے۔ قاعدہ ہے کہ جس قدر کوئی مصنف زیادہ فاضل عالم اور زیادہ عالی دماغ ہوتا ہے۔ اتنا ہی اس کی تصنیف میں بڑی اونچی اونچی باتیں اور نازک خیالات ملتے ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ مگر اللہ تعالے کا یہ کتنا احسان عظیم ہے کہ اُس نے محض ہم بندوں کے سمجھنے کے لئے اپنے کلام کا بیشتر حصہ نہایت آسان رکھا۔ تاہم وہ بعض جگہوں پر خاصہ غور طلب ہے۔ اُس کے لئے بہت بڑی علمیت کی ضرورت نہ ہووے۔ نہ سہی۔ مگر کافی غور و فکر کے بغیر کام نہیں چلتا۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جس

کا ہر قرآن خوان سے مطالبہ کیا جاتا ہے ۔

خاتمہ

یہ چھوٹا سا رسالہ اپنی مقررہ ضخامت سے بہت بڑھ گیا ہے ۔ مگر جس غرض کے لئے اُسے لکھا گیا ہے ۔ اُس کا تقاضا یہی تھا ۔ کہ اس میں بہت زیادہ اختصار نہ کیا جاوے تاکہ وہ اپنے مقصد کو باحسن وجوہ پورا کرے ۔ اور قوم کو معلوم ہو ۔ کہ باوجود سینکڑوں تراجم کے اُس نے قرآن شریف کے ترجمہ کا حق ادا نہیں کیا ۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ وہ اپنے سب سے ضروری فریضہ کی طرف متوجہ ہو ۔ اور ایک مستند با محاورہ ترجمہ کر کے دنیا میں پیش کرے ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

قارئین کرام سے استدعا ہے کہ وہ اس رسالہ کے مطالعہ کے بعد ترجمہ کے حسن و قبح کے متعلق اپنی قیمتی آراء اور نیک مشورہ سے تحریراً مطلع فرما دیں ۔ تاکہ ترجمہ کے شائع کرتے ہوئے ان سے استفادہ کیا جاوے اور عام پبلک کی آگاہی کے لئے ان کو ترجمہ کے دیباچہ میں شائع کیا جاوے ۔ مستقل رائے قائم کرنے کے لئے غالباً ایک دفعہ کا پڑھنا کافی نہ ہوگا کم از کم دو دفعہ ضرور مطالعہ فرمایا جاوے ۔

کتبہ رشید احمد بٹ ۔ بازار ستھاں ۔ لاہور

Marfat.com

اعلان

نیاز مند راقم نے کلام پاک کے ترجمہ و تفسیر میں اپنی بساط و لیاقت سے بڑھکر محنت اٹھائی ہے جس کا نمونہ اس رسالہ کے ذریعہ قوم کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ تاکہ اگر قوم اسے پسند کرے تو اُسے طبع کرایا جاوے میں ہر مسلمان سے جسے قرآن کے سمجھنے کا شوق ہو اپیل کرتا ہوں کہ وہ "ترجمۃ القرآن" کی خریداری کے سلسلہ میں درخواست خریداری خاکسار کو مفصلہ ذیل پتہ پر بھیج دے۔ اور بیس روپیہ پیشگی ارسال فرماوے جوں ہی ایک ہزار خریدار درج رجسٹر ہو جاویں گے اور ان کی پیشگی رقوم مل جاویں گی۔ تو طباعت کا کام شروع کر دیا جاوے گا۔ پوری پیشگی رقم بھیجنے والوں سے یہ رعایت کی جاوے گی کہ ان سے محصول ڈاک نصف لیا جاوے گا۔ جو حضرات یکمشت بیس روپیہ بھیجنا پسند نہ فرماویں۔ وہ صرف دس روپیہ بھیج دیں۔ اور جو صاحبان اتنا بھی نہ کریں۔ وہ محض خریداری کی درخواست ارسال فرماویں۔

ایک دوسری تجویز کتاب کی طباعت کی یہ ہے۔ کہ صرف دس اہل استطاعت اور اہل کرم صاحبان ایسے پیدا ہو جاویں جو ایک ایک ہزار روپیہ راقم کو بطور قرض حسنہ دے دیویں جس کے لئے باقاعدہ پرونوٹ انکی خدمت میں بھیجا جاویگا اور اس پرونوٹ پر علاوہ راقم کے ایک اور صاحب جائداد آدمی کے بھی دستخط کرائے جاوینگے تاکہ بجائے ایک آدمی کے دو آدمی ذمہ دار ہو جاویں۔ اس طرح سے دس ہزار روپیہ جلد جمع ہو جاویگا۔ اور باقی دس ہزار روپیہ آہستہ آہستہ آتا رہے گا جس سے طباعت کا کام بغیر تاخیر کے شروع کر دیا جاوے گا

خریدار صاحبان اس امر کو نوٹ فرمالیویں کہ قرآن شریف کا ترجمہ اور متن ایک نئی شان سے چار جلدوں میں چھاپے جاویں گے جن میں ہر جلد میں پانچ سو صفحات ہوں گے۔ ارادہ ہے کہ قرآن شریف کی طباعت میں چند ایسی خصوصیات رکھی جاویں۔ جو مجموعۃً آج تک کسی مطبوعہ قرآن میں موجود نہیں۔ مثلاً عربی متن کے بین السطور شاہ رفیع الدین صاحب کا تحت لفظی ترجمہ درج کیا جاوے۔ اور بامحاورہ اردو ترجمہ مع مقدرات و محذوفات مقابل کے صفحہ پر ہووے۔ ہر آیت نئی سطر سے شروع کی جاوے۔ ہر رکوع دوسرے رکوع سے علیحدہ رہے۔ اور ہر آیت کا نمبر شمار جلی ہندسوں میں ہر آیت کے شروع میں لکھا جاوے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ بھی ارادہ ہے کہ اگر روپیہ کافی مقدار میں فراہم ہو گیا۔ تو قرآن مجید کو بجائے لیتھو کے عکسی بلاکوں کے ذریعہ طبع کرایا جاوے لیتھو چھپائی کے خرچ کا اندازہ بحالات موجودہ دس ہزار روپیہ سے زائد ہے اور اگر بلاک بنوائے گئے تو خرچ بہت زیادہ ہوگا۔ طباعت کے لئے کافی روپیہ کا فراہم کرنا قوم کے لئے کوئی بہت مشکل کام نہیں دیکھیے خدا کو کیا منظور ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

ما بدیں مقصد عالی تو انیم رسید | ہاں گر لطف شما پیش نہد گامے چند

جو صاحبان ایک ہزار روپیہ عطا فرمادیں گے۔ ان کے اسمائے گرامی شکریہ کے ساتھ ترجمہ کے دیباچہ میں درج کئے جاوینگے

نوٹ - ایک ہزار روپیہ قرض دینے کی اچھی اور سہل ترکیب یہ ہے کہ پنجاب پراونشل کو اپریٹو بنک لمیٹڈ لاہور یا اُس کی کسی شاخ یا ایجنسی کے پاس روپیہ نیاز مند کے نام سے جمع کرا دیا جاوے۔ اور اس کی اطلاع براہ راست راقم کو دی جاوے جونہی بنک سے بھی اطلاع آجاویگی تو پرونوٹ مذکورہ بالا معطی صاحب کی خدمت میں بذریعہ ڈاک رجسٹری بھیج دیا جاویگا

نیازمند

عبدالکریم بی اے پنشنر - تونسہ ضلع ڈیرہ غازی خان - پنجاب

Marfat.com

محمد و آل محمد ذخیرہ کتب لاہور

تقریظ

از قلم جناب حضرت خواجہ نظام الدین صاحب تونسوی مدظلہ العالی

اس کتاب کا مسودہ طباعت سے پیشتر جناب حضرت خواجہ نظام الدین صاحب سجادہ نشین تونسہ شریف کی خدمت میں بغرض اظہار رائے پیش کیا گیا تھا۔ انہوں نے جو کچھ اس پہ تحریر فرمایا ہے۔ وہ قارئین کرام کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں درج کیا جاتا ہے :-

کتاب بنام "میری جسارت" کے مسودہ کے مطالعہ سے میں بہت محظوظ ہوا ہوں۔ ویسے تو قرآن مجید کے سینکڑوں تراجم اردو زبان میں چھاپے جا چکے ہیں۔ مگر ترجمہ کا جو نمونہ رسالہ ہذا میں پیش کیا گیا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ وہ صرف ترجمہ نہیں۔ بلکہ ایک طرح کی تفسیر ہے۔ جس کی عبارت اتنی مسلسل اور بامحاورہ ہے کہ پڑھنے والے کو یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ وہ کوئی ترجمہ پڑھ رہا ہے۔ میں ہر پڑھے لکھے مسلمان سے پرزور سفارش کرتا ہوں کہ ایسے ترجمۃ القرآن کے معرض وجود میں لانے کے لئے جو کچھ اس سے ہو سکتا ہے کرے۔ جو قرض دے سکتے ہیں۔ اور جتنا دے سکتے ہیں۔ دلویں۔ اور نہ صرف خود دیویں بلکہ اپنے احباب سے بھی یہی تحریک کریں۔ اور ان سے درخواست خریداری بمعہ بیس روپیہ پیشگی مطلوبہ بھجوا دیں۔ تاکہ دس ہزار روپیہ کی اپیل جو مترجم نے ملک کے سامنے پیش کی ہے۔ وہ جلد از جلد پوری ہو جاوے۔ اور طباعت کا کام شروع ہو جاوے۔ مجھے یقین ہے کہ قوم اس صدا پر فراخ دلی سے لبیک کہے گی۔

فقیر نظام الدین۔ تونسوی محمود

Marfat.com